قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)
روزنامہ
الفضل لندن
مدیر۔ابو سعید
Online Edition
جمعرات 02دسمبر2021ء | 26 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 02 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:286

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تبلیغ کرنے کا ثواب

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم،کتاب العلم باب من سنّ سنة حسنة …الخ حدیث 6804)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری،کتاب الجہاد باب من اختار الغزو بعد البناء حدیث 2942)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

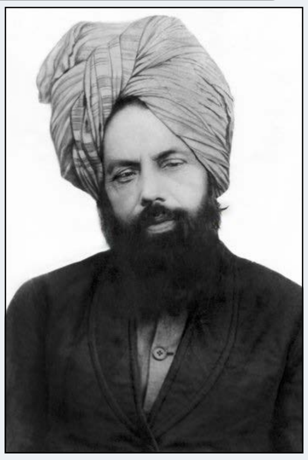

تبلیغ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20صفحہ 306-307)

مبلغین کی ضرورت کے حوالہ سے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 682 ایڈیشن 1988ء)

یورپ وغیرہ میں تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو ان کی زبان سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ اور ان کے طرزِ بیان اور خیالات سے خوب آگاہ۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 684 ایڈیشن 1988ء)

یہ وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اب وقت تنگ ہے۔ مَیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اِس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آ کرختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔ نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنادے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اُس تعلیم پر جو میں نے پیش کی ہے۔ عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 263- 264 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

(حٰمٓ السجدۃ: 34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے مجھے خط آ جاتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی نیکی کی تو بڑی شہرت سنی ہے اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں سے اچھے ہیں، لیکن فلاں احمدی نے مجھے اس طرح دھوکہ دیا ہے، میرا حق اُس سے دلوایا جائے۔ تو ایک احمدی کا ایک عمل، ایک فعل، پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجالائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہوا۔ بلکہ مَیں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 195) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواریں کھڑی

بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

نماز (نظم)
فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ
سورۃ السجدۃ اور الاحزاب کا تعارف
حضرت سید صادق حسین رضی اللہ عنہ۔ اٹاوہ (یو پی)

دربارِ خلافت

دنیاوی جہنّم کا نقشہ اور خطرہ آنے سے پہلے ہی خطرات سے بچنے کا طریقہ کیا جائے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کی وضاحت میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہنّم کے لئے اکثر انسانوں، جنّوں کو پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جہنّم انہوں نے خود ہی بنالیا ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے وہ جہنم نہیں بنا کر دیا بلکہ جہنم انہوں نے خود بنالیا ہے۔ ’’ان کو جنت کی طرف بلایا جاتا ہے‘‘۔ فرماتے ہیں: ’’اُن کو جنت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے‘‘۔ بلایا جاتا ہے اُن کو جنت کی طرف لیکن وہ سنتے نہیں۔ جو پاک دل ہیں اُن پر تو پاکیزہ باتوں کا اثر ہوتا ہے لیکن جو اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ اس دنیا کی روشنی سے فائدہ اُٹھانا چاہئے وہ اپنی عقل پر انحصار کرتے ہیں۔ اُن کا نتیجہ پھر جہنّم ہوتا ہے۔ فرمایا ایسے لوگوں کے لئے ’’پس آخرت کا جہنّم بھی ہو گا اور دنیا کے جہنم سے بھی مخلصی اور رہائی نہ ہو گی کیونکہ دنیا کا جہنّم تو اُس جہنّم کے لئے بطور دلیل اور ثبوت کے ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 372 ایڈیشن 2003ء)

ایسے لوگوں کو پھر بعض بیماریوں کی وجہ سے، بعض اور چیزوں کی وجہ سے اس دنیا میں بھی ایک جہنم نظر آتی ہے۔

پھر دنیاوی جہنّم کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہر دولت یا حکومت، مال و عزّت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دمِ نقد بہشت ہی ہوتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ وہ اطمینان اور وہ تسلّی اور وہ تسکین جو بہشت کے انعامات میں سے ہے ان باتوں سے نہیں ملتی۔ وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے‘‘۔ فرمایا: ’’لذّات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی‘‘۔ جس کو پانی پینے کا مرض ہوتا ہے اُس مریض کی طرح، اُس کی پیاس نہیں بجھتی۔ ’’یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اس جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں و پیچاں رکھتی ہے۔ اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہر گز پوشیدہ نہ رہے‘‘۔ فرمایا: ’’اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہر گز پوشیدہ نہ رہے‘‘۔ یعنی ان باتوں کا خیال رکھیں جو آپ فرماتے ہیں۔ ’’... پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی ہے اور ایک جلے ہوئے کوئلے سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے، یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 371 ایڈیشن 2003ء)

پس ایک حقیقی مومن کو، تقویٰ پر چلنے والے اور تقویٰ کی تلاش کرنے والے کو اپنے ہر عمل کو خالصتاً للہ کرنا ہو گا۔ دل میں سے خواہشات اور نام نہاد تسکین کے دنیاوی بتوں کو نکال کر باہر پھینکنا ہو گا تبھی ایک مومن حقیقی مومن بن سکتا ہے۔ پس ان دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا جو موقع میسر فرمایا ہے اس میں ہر ایک کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ضروری نہیں ہے کہ انتہائی برائیوں میں ہی انسان مبتلا ہو، چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ چھوٹی برائیاں ہی بعض دفعہ تقویٰ سے دور لے جاتی ہیں اور برائیوں میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہیں۔ ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں، استغفار اور درود سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔ اپنے دلوں کو غیر اللہ کی محبت سے پاک کریں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں کہ یہ شکر گزاری پھر خدا تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس ملک میں آ کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دنیاوی لحاظ سے جو دروازے کھلے ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حصول کا ذریعہ بنائیں نہ کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تمہارا تقویٰ تمہارے لئے عزت کا مقام ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا پیسہ، تمہاری دولت تمہارے لئے عزت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات: 14) کہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ ہم اکثر سنتے ہیں، اکثر ہماری تقریروں میں ذکر کیا جاتا ہے، مقررین اس کا ذکر کرتے ہیں لیکن جس طرح اُس پر عمل ہونا چاہئے وہ عمل نہیں ہوتا۔ اگر صحیح طرح عمل ہو تو بہت سارے مسائل، بہت ساری جھگڑے جو جماعت کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں وہ خود بخود حل ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات: 14) یعنی جس قدر کوئی تقویٰ کی دقیق راہیں اختیار کرے اُسی قدر خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس کا زیادہ مرتبہ ہوتا ہے۔ پس بلاشبہ یہ نہایت اعلیٰ مرتبہ تقویٰ کا ہے کہ قبل از خطرات، خطرات سے محفوظ رہنے کی تدبیر بطورِ حفظ ما تقدم کی جائے۔‘‘

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 446)

خطرہ آنے سے پہلے ہی خطرات سے بچنے کا طریقہ کیا جائے۔

(خطبہ جمعہ 06 جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نماز

اللہ کیا عجیب یہ نعمت نماز ہے
دنیا و دین میں باعثِ راحت نماز ہے
حکمِ خدا یہ ہے کہ پڑھو مل کے پانچ وقت
افضل عبادتوں میں عبادت نماز ہے
پھر یہ بھی حکم ہے کہ جماعت کے ساتھ ہو
اس طرح اور جاذبِ رحمت نماز ہو
بہرِنمازِ جمعہ یہ ہو اہتمامِ خاص
سب جان لیں کہ وجہِ مسرّت نماز ہے
لازم ہے ذوق و شوق برائے نمازِ عید
یہ مومنوں کی مظہرِ شوکت نماز ہے
جو ظلمتِ گناہ کو آنے نہ دے قریب
وہ نورِ حق ، وہ شمعِ ہدایت نماز ہے
بیمار کو مزہ نہیں ملتا طعام کا
دل صاف ہو تو موجبِ لذت نماز ہے
پھیلا ہوا ہے اس کا اثر دو جہان میں
جس کو نہیں زوال وہ دولت نماز ہے
اس کے سوا اب اور ذریعہ کوئی نہیں
قُربِ خدا کی ایک ہی صورت نماز ہے
صحت ہو یا مرض ہو حضر ہو کہ ہو سفر
مومن کی روح کے لیے فرحت نماز ہے
لازم ہے یہ ادا ہو خشوع و خضوع سے
بے شبہ اِک وسیلۂ جنت نماز ہے
جرم و سزا سے ہم کو بچاتی ہے روز و شب
فضلِ خدا سے دافعِ زحمت نماز ہے

حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؔ شاہجہانپوری صاحبؒ

اداریہ

فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ

جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے

تکبر وغرور کی بجائے عاجزی و انکساری اپنانے کی اہمیت

مندرجہ بالا عنوان سورۃ النجم کی آیت 33 کا ایک حصہ ہے۔جس کا حضرت مصلح موعودؓ نے یوں ترجمہ فرمایا ہے: پس اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا کہ پس اپنے آپ کو (یونہی) پاک نہ ٹھہرایا کرو۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’تم اپنی ذاتوں کی شیخی نہ بکھیرا کرو‘‘

خلفاء سلسلہ کے تین ترجموں کو قارئین کے سامنے رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ میں بسنے والے لوگوں میں بعض کو شیخی بکھیرنے، فخر ومباحات کا اظہار کرنے اور تکبر کی حد تک اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بلند رکھنے یا کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ کی نصیحت کرتے ہوئے ناپسند فرماتا ہے۔ان مبارک اور ناصحانہ الفاظ سے قبل اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ تمہیں سب سے زیادہ جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہاری نشوونما کی اور جب تم اپنی ماؤں کی کوکھ میں محض جنین تھے یعنی تم سب کی پیدائش تو ایک ہی طریق سے ہوئی جو گندے خون اور لوتھڑے سے تھی تو پھر غرور اور تکبر کس بات کا! اور ان نصیحت آمیز الفاظ کے بعد فرمایا هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی کہ اصل فخر کا مقام تو تقویٰ کا ہے اور اللہ بہت جانتا ہے کہ متقی کون ہے۔

لیکن خود اس تقویٰ کے اظہار سے بھی مومن کو روک دیا۔ اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا کہ تقویٰ اور نیکی کا معیار کس کا زیادہ ہے۔تقویٰ کے اظہار کی اجازت نہ تو انسان کو دی اور نہ ہی معاشرہ میں بسنے والے لوگوں کو دی کہ وہ کسی کی نیکی اور تقویٰ کا اظہار کرتے پھریں۔

عرب کے علاقہ میں بھی فخر ومباحات کے اظہار کا طریق موجود تھا اور ہمارے ایشیائی ممالک کے معاشرے میں بھی پایا جاتا ہے۔ دینی تعلیمات کی روشنی میں ایک تو اپنی نیکی اور اپنی ذات پات کا اظہار کرنا ممنوع ہے اور پھر انسانوں کو ظاہر میں ہلاک کرنے والی بیماری مدح اور تعریف و توصیف ہے۔ آنحضور ﷺ نے اول تو کسی کی بے جا تعریف سے منع فرمایا اور دوم جس کی تعریف کی جا رہی ہو اُسے بھی اس تعریف پر پھوڑ ہونے اور شیخی مارنے سے بھی منع فرما دیا۔ ہمارے معاشرے میں افسران کی تعریفوں کے پل باندھے جاتے ہیں۔ جو مثبت انداز میں ترقی کرنے کے لئے نامناسب عمل ہے۔ اس سے انسان اپنے آپ کو عالم کل سمجھنے لگتا ہے۔ اگر ہم اپنے ملک پاکستان ہی کی مثال لیں تو اس کی کئی مثالیں نظر آئیں گی۔سربراہ مملکت یا وزیر مشیر کی ان کے ماتحت اس قدر تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں کہ اس کے بُرے کاموں کو بھی اچھا گردانتے ہیں اور میڈیا میں اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔جس کے نتیجہ میں تقریباً تمام سربراہان اور افسران اپنے احکامات پر اس قدر اتراتے ہیں کہ گویا وہی عالم کل ہیں اور انہی خوابوں میں بسنے کی وجہ سے کسی قسم کے ترقیاتی کام نہیں کرتے۔جس کی وجہ سے ملک کی ترقی کا رخ الٹی طرف ہو جاتا ہے گویا عوام کو ریلیف دینے والے کام ترقی معکوس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم میں سے بھی بعض لوگوں میں اپنے کام نکلوانے کے لئے افسروں کی بڑائی بیان کرنے کی بری عادت موجود ہے۔ عام محاورہ میں اسے نمبر بنانا یا نمبر بڑھانا کہتے ہیں جو درست نہیں۔

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے حضرت مقدادؓ کو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے تعریف کرنے والے کے منہ میں کنکریاں ڈالتے دیکھا۔حضرت عثمانؓ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اِذَا رَاَیۡتُمُ الۡمَدَّاحِیۡنَ فَاحۡثُوۡا فِیۡ وُجُوۡھِھِمُ التُّرَابَ

(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق)

کہ جب تم کسی کو کسی کی تعریف کرتے دیکھو تو ان کے چہروں پر خاک ڈالو یعنی ایسے لوگوں کی بات کو کبھی کوئی اہمیت نہ دو۔

*ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کر دی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کی تعریف کر کے گردن کاٹ دی ہے اور یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے (یعنی سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا) اگر تمہیں کسی کی تعریف ہی کرنی ہے تو یہ کہو کہ فلاں کے متعلق میرا یہ خیال ہے۔ اگر وہ بات اس کے متعلق جانتا ہو اور اللہ اس کا نگران ہے۔ میں تو اللہ کے مقابل پر کسی کو نیک اور پاک نہیں کہہ سکتا یعنی یوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اللہ کے علم میں بھی نیک ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب)

اپنی تعریف خود کرنا بھی درست نہیں

جہاں تک اپنی تعریف خود کرنے کا تعلق ہے اس حوالے سے بھی ایک روایت ملتی ہے کہ بنی اسد قبیلہ سے ایک خاتون حضرت عائشہؓ سے ملنے آئی۔ جو اپنی نمازوں کی تعریف کرنے لگی۔ آنحضور ﷺ نے اس خاتون کے حوالے سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جب عرض کیا کہ وہ اپنی راتوں کے جاگنے اور نفل پڑھنے کا ذکر کر رہی ہے تو آنحضور ﷺ نے اس عمل کو ناپسند فرماتے ہوئے اُسے روک دیا اور فرمایا:

عَلَیۡکُمۡ مَّا تُطِیۡقُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡمَالِ

کہ تم پر اتنا ہی واجب ہے جتنا اعمال بجالانے کی تم کو طاقت ہے۔

اس زمانے کے حکم اور عدل حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو اپنی کتب اور ملفوظات میں بیان فرمایا ہے۔ چند ارشادات پیش ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

’’تم اپنے تئیں پاک مت ٹھہراؤ کیونکہ کوئی پاک نہیں جب تک خدا پاک نہ کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 62حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

’’کبھی یہ دعویٰ نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ (النجم:53) کہ تم اپنے آپ کو مزکی مت کہو۔ وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے کون متقی ہے۔ جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور جیسے ماں بچے کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا نُور اس کے دل پر گِر کر کُل دنیاوی اثروں کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے لیکن ایسی حالت میں بھی اُسے ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہئیے کہ اب یہ طاقت مجھ میں مستقل طور پر پیدا ہوگئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہوگی۔ جیسے اولاد پر دھوپ ہو تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی۔ اس پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اُس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں۔ آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہوں گا تو پھر تو کہاں سے لے گی؟ اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے۔ وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے۔ انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ چھن جاوے۔ نادان لوگ لاعلمی کی وجہ سے یہ کہتے اور فخر کرتے ہیں کہ مسیح استغفار نہ کرتا تھا۔ حالانکہ یہ بات کسی قسم کے ناز کی نہیں بلکہ رونے اور افسوس کرنے کی ہے۔ اگر وہ استغفار نہ کرتا تھا تو گویا اس نُور سے بالکل محروم تھا جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کو عطا کیا کرتا ہے۔ کوئی نبی جس قدر زیادہ استغفار کرنے والا ثابت ہوگا اسی قدر اس کا درجہ بڑا اور بلند ہوگا لیکن جس کو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ اسے مدامی طور پر رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور نبی ہو یا کوئی اور، سب خدا تعالیٰ سے انہیں حاصل کرتے ہیں۔ سچے نبی کی یہی علامت ہے کہ وہ اس روشنی کی حفاظت بذریعہ استغفار کے کرے۔ استغفار کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے اور زیادہ اَور ملے۔ اسی کی تحصیل کے لئے پنجگانہ نماز بھی ہے تا کہ ہر روز دل کھول کھول کر اس روشنی کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیوے جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے اور وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض رہائی پا سکتا ہے۔ وہ لوگ بہت بیوقوف ہیں جو دُوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے۔ میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر ان میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دعا ہو۔ فلاں مقدمہ یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے جس میں ایمان یا ان تاریکیوں کے دُور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو۔بعض خطوط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مجھے پانسو روپیہ مل جاوے تو میں بیعت کر لُوں۔ بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھوڑانا چاہتے ہیں۔ وہی ہم سے طلب کی جاتی ہیں۔ اسی لئے میں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں۔ کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسے کہ اُوپر ذکر ہوا۔ اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ جیسے کسی کا لڑکا مر گیا تو شکایت کرتا ہے، میں نے تو بیعت کی تھی یہ صدمہ مجھے کیوں ہوا؟ اس نادان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود کہ پیغمبر تھے مگر آپ کے گیارہ بچے فوت ہوگئے اور کبھی شکایت نہ کی کہ خداوند تُو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا میرے بچے کیوں مار دیئے۔

غرضکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہئیے اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہئیے کہ میں بادشاہ ہی بن جاؤں گا یا ایسی کیمیا حاصل ہو جاوے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں تو اس لئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں کو لوگوں سے چھوڑا دیویں۔ ہاں یہ ضرور

ہے کہ جولوگ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر ایک دُکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا تعالےٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔حضرت داؤدعلیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہوگیا لیکن کبھی نہیں دیکھا کہ صالح آدمی کی اولاد ضائع ہوئی ہو۔ خدا تعالیٰ خود اس کا متکفل ہوتا ہے۔لیکن ابتدا میں ابتلاء کا آنا ضروری ہے تا کہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلدہفتم صفحہ 123تا 126)

*ایک اور موقع پر متقی کا دعویدار ہونے کی بجائے اپنے آپ کو پاکیزہ وجود بنانے کی طرف یوں توجہ دلائی۔

’’وہ بیان جو کہ بغیر روحانیت وخلوص کے ہے وہ اس پرنالہ کے پانی کی مانند ہے جو موقعہ بے موقعہ جوش سے پڑا جاتا ہے اور جس پر پڑتا ہے اسے بجائے پاک و صاف کرنے کے پلید کر دیتا ہے۔ انسان کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ۔یعنی اے مومنو! پہلے اپنی جان کی فکر کرو۔ اگر تم اپنے وجود کو مفید ثابت کرنا چاہو تو پہلے خود پاکیزہ وجود بن جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ باتیں ہی باتیں ہوں اور عملی زندگی میں اُن کا کچھ اثر دکھائی نہ دے۔ ایسے شخص کی مثال اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص ہے جو سخت تاریکی میں بیٹھا ہے۔ اب اگر یہ بھی تاریکی ہی لے گیا تو سوائے اس کے کہ کسی پر گر پڑے اور کیا ہوگا۔ اُسے چراغ بن کر جانا چاہیے تا کہ اُس کے ذریعہ سے دوسرے روشنی پائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 365۔366)

*اسی مضمون کو ایک اور موقع پر یوں بیان فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم پاک نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں کسی کو پاک نہ کروں۔تم اندھے ہو مگر جسے میں آنکھیں دوں۔تم مُردے ہو مگر جسے میں زندگی عطا کروں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دُعا میں لگا رہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سچی تڑپ اور سچی خواہش پیدا کرے اور خدا تعالےٰ کی محبت کی پیاس دل میں پیدا کرے تا کہ پھر خدا تعالےٰ کا فیضان بھی اس کی نصرت کرے اور اسے قدرت نمائی سے اُٹھائے۔ خدا تعالےٰ کی تلاش میں اور اس کی مرضی کے ڈھونڈنے میں فنا ہو جاوے تا خدا پھر اسے زندہ کرے اور شربتِ وصال پلاوے۔ اور اگر انسان جلدی کرے گا اور خدا تعالے کی چنداں پروانہ کرے گا یا معمولی طور سے لاپرواہی کرے گا تو پھر یاد رکھو کہ خدا بھی غنی عن العالمین ہے۔ کیا کوئی ہے جو خدائی قانون کو مٹا سکے جو کہ اس نے فضل کے حصول کے واسطے بنا دیا ہے کہ فضل کے حصول کے امید وار ازراہ نیاز اس دروازے سے داخل ہوں۔ جب ان کی امیدیں پوری ہوں گی ورنہ اگر تمام عمر بھی بھٹکتے پھریں بجز اس اصلی راہ کے (جو اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) ہرگز ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایک راہ بتا دی ہے۔ ہلاک ہوگا وہ جو پیروی نہ کرے گا۔ مگر لوگ باوجود سمجھانے کے نہیں سمجھتے اور لاپرواہی کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس راہ کو جس کی ہم ان کو دعوت دیتے ہیں آزمالیں کہ آیا ہم سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ ہماری طرف سے تو خدا بحث کر رہا ہے اور اس نے ہماری تائید میں آجتک ہزاروں نشان بھی دکھائے۔ کون شخص ہے جس نے ہمارا کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو؟۔ ابھی ایک انگریز امریکہ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ وہ خود اقرار کر گیا ہے کہ واقعی میں ڈوئی آپ کی پیشگوئی کے عین منشا کے مطابق مرا مگر وہ تو خود بُرا تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 280۔281)

*حضرت مسیح موعودؑ نے ذات پات پر گھمنڈ کرنے والے کو اپنے اعمال درست رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اور اس ضمن میں حضرت فاطمہؓ کی مثال بھی دی کہ پیغمبر زادی بھی اعمال کے ذریعہ ہی دیکھی جائے گی۔فرماتے ہیں:

’’بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی جن میں نبی اور رسول آئے تھے۔ لیکن کیا اُن کی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالیٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا اور اسے اس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے۔ خصوصاً سادات اس مرض میں مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے اور اُسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہؓ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا کہ میں پیغمبر زادی ہوں۔ قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جائے گا کہ تیرا باپ کون ہے۔ وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شئے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سیّد ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے۔مَرنے کے بعد اس کا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ کوئی بُرا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں اور پھر دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرّم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو کہ یہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہ ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اسی حال میں اللہ تعالےٰ کی تائید اور اس کی نُصرت ہمارے شاملِ حال ہوگی کہ ہم صراطِ مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بناویں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے۔ تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 188۔189)

* ایک موقع پر حضرت فاطمہؓ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو رُوحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے۔ یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت ﷺ نے فاطمہؓ سے بھی ایسا ہی فرمایا۔ قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر اُن میں نہیں آئے تھے مگر اس پیغمبر زادگی نے اُن کو کیا فائدہ پہنچایا۔ اگر اُن کے اعمال اچھے ہوتے تو وہ ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالےٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبرِ نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پالُوں گا جو بالکل خیال خام ہے۔‘‘

(ملفوظات جلدہفتم صفحہ 104)

*استغفار کا ہی ایک اور جگہ یوں ذکر فرمایا:

’’گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے اگر انسان یقین سے توبہ کرے۔ تو خدا بخش دیتا ہے۔ پیغمبر خدا جو ستر بار استغفار کرتے تھے حالانکہ ایک دفعہ کے استغفار سے گزشتہ گناہ معاف ہو سکتے تھے پس اس سے ثابت ہے کہ استغفار کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ آئندہ ہر ایک غفلت اور گناہ کو دبائے رکھے اس کا صدور بالکل نہ ہو۔ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ (النجم:33) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ معصوم اور محفوظ ہونا تمہارا کام نہیں خدا کا ہے۔ ہر ایک نور اور طاقت آسمان سے ہی آتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 162ایڈیشن 2016ء)

*اس مضمون کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے ارشادات مل جاتے ہیں مگر طوالت سے بچتے ہوئے ایک اقتباس اور بیان کر دیتا ہوں۔ آپ کامل اتباع اور عمل درست کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

’’مختصر یہ کہ نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اس کو اعمال صالحہ اور آنحضرت ﷺ کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔قوم کا ابتلاء بھی مال کے ابتلاء سے کم نہیں۔بعض لوگ دوسری قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس ابتلاء میں سیّد سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ ایک عورت گداگر ہمارے ہاں آئی۔ وہ کہتی تھی میں سیّدانی ہوں۔ اس کو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ پیالہ دھو کر دینا کسی امتی نے پیا ہوگا اس قسم کے خیالات ان لوگوں میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور ان باتوں کی کچھ قدر نہیں۔ اس نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ‘‘

(ملفوظات جلدہشتم صفحہ 111)

ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال رواں میں یوم خلافت کے موقع پر 28 مئی 2021 کو ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔جس میں آپ نے اسی مضمون کے تحت اپنے آپ کو کمزور انسان کہتے ہوئے عاجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے افضال اور جماعت کی غیر معمولی ترقیات کا یوں ذکر فرمایا:

’’جماعت کا جو تعارف اور دنیا میں اس کا غیر معمولی طور پر اظہار اس دور میں، ہر طبقے میں اور ہر سطح پر ہوا ہے یہ غیر معمولی ہے۔ مَیں تو ایک بہت کمزور انسان ہوں میری کسی خوبی کی وجہ سے یہ ترقی نہیں ہو رہی۔ دنیا کی حکومتوں کے سرکردہ لوگوں اور ایوانوں میں جماعتِ احمدیہ کا تعارف ہو رہا ہے تو یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے وعدوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 18جون 2021ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاجزی، انکساری اور خاکساری اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کا کمزور و ناتواں بندہ سمجھنے اور اس کا اس رنگ میں اظہار کرنے کی توفیق دے تا کہ جماعت احمدیہ الٰہی وعدوں اور پیش گویوں کے مطابق ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جائے۔ آمین

(ابو سعید)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ السّجدۃ اور الاحزاب کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ

سورۃ السّجدہ

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتیس آیات ہیں۔

اس کے آغاز پر مقطعات الٓمّٓ (جن کا مطلب ہے اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ) گزشتہ سورت کی اختتامی آیات سے اس سورت کے تعلق کو واضح کر رہے ہیں۔ گزشتہ سورت کی آخری آیات میں یہ فرمایا گیا تھا کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں اور اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ کے دعویٰ میں بعینہٖ وہی بات دہرائی گئی ہے۔

اس کے بعد زمین و آسمان کے اَسرار کا ایک دفعہ پھر ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر ایک ایسی آیت ہے جو حیرت انگیز طور پر کائنات کی عمر کا راز کھول رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری گنتی کے ہر دن کے مقابل پر اللہ کا دن ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ اگر ایک سال کے انسانی دنوں کو ایک ہزار سال سے ضرب دی جائے تو جو عدد بنتا ہے اس آیت کریمہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اور ایک اور آیت (المعارج:5) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ پس اس دن کو اگر اس ایک ہزار سال والے دن کے ساتھ حسابی طریق پر ضرب دی جائے تو قریباً بیس بلین سال بنتے ہیں اور سائنس دانوں کے نزدیک بھی اس کائنات کی عمر اٹھارہ سے بیس بلین سال تک ہے۔ اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر اعلان فرمایا کہ غیب اور شہادت کا علم رکھنے والا وہی اللہ ہے جس نے ہر چیز کی بہترین تخلیق فرمائی۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ ساری تخلیق عام مٹی سے کی گئی۔ اس کے بعد پھر دیگر تخلیقی مراحل کا ذکر ملتا ہے جن میں سے جنین کو رحم مادر میں گزرنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد پھر دوبارہ جی اٹھنے پر لوگوں کے شک کا ذکر فرما کر یہ ایک نئی بات بیان فرمائی گئی کہ ہر انسان کا ملک الموت الگ ہے جو اس کے عوارض اور باریک در باریک اندرونی خرابیوں کا علم رکھتے ہوئے بالکل صحیح نتیجہ نکالتا ہے کہ اس کی روح کب قبض ہونی چاہئے؟ اور یہاں پھر گزشتہ سورت کی آخری آیات والا مضمون ہی ایک نئے رنگ میں بیان فرمادیا گیا۔

اس سورت کے آخری رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے ساتھ ایک دفعہ پھر الٓمّٓ والے مضمون کو دہراتے ہوئے یہ فرمایا گیا کہ اس کی لقاء کے بارہ میں شک میں نہ پڑ۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذکر نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا ذکر ہے۔ اگر یہ معنیٰ بھی لئے جائیں تو ظاہر ہے کہ یہ وہ ملاقات نہیں جو قیامت کے دن سب نبیوں سے ہوگی بلکہ بطور خاص اُس ملاقات کا ذکر ہے جو معراج میں حضرت موسیٰؑ سے ہوئی اور نمازوں کے متعلق حضرت موسیٰؑ نے ایک مشورہ دیا جس کی تفصیل معراج والے واقعہ میں ہے۔

اس سورت کی آخری آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں اور ایذا دینے والوں سے اِعراض کرنے کا ارشاد فرمایا گیا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 720)

سورۃ الاحزاب

یہ سورت مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چوہتر آیات ہیں۔

اس سورت کے شروع میں ہی گزشتہ سورت کی آخری آیت والے مضمون کو پیش کیا گیا یعنی یہ کہ کفار اور منافقین تجھے اپنے مسلک سے ہٹانے کی کوشش کریں گے، تو ان سے اعراض کر اور اُن کی اطاعت نہ کر اور اس کی پیروی کر جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے۔

آیت کریمہ نمبر 5 میں یہ دائمی اصول بیان فرمادیا گیا کہ انسان بیک وقت دو الگ الگ وجودوں سے بعینہٖ ایک جیسی محبت نہیں کرسکتا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ تیرے دل پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہی غالب ہے اور دنیا میں جو تُو محبت کرتا ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر ہی ہے۔ چنانچہ وہ حدیث اس مضمون کو کھول رہی ہے جس میں فرمایا گیا کہ اگر تُو بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر ڈالے تو یہ بھی عبادت ہوگی۔

اس کے بعد عربوں کی اس رسم کا ذکر ہے جو اپنے منہ سے اپنی بیویوں کو مائیں کہہ دیا کرتے تھے۔ اس رسم کا قلع قمع کرتے ہوئے توجہ دلائی گئی کہ ماں اور بیٹے کا تعلق تو اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق پیدا ہوتا ہے، تم اپنے مونہوں سے کیسے اس تعلق کو تبدیل کرسکتے ہو۔ اسی طرح اگر کسی کو بیٹا کہہ کر پکارا جائے تو وہ بیٹا نہیں بن سکتا۔ بیٹا وہی ہے جو خونی رشتہ میں بیٹا ہو۔ بیٹا کہہ کر پکارنا صرف ایک پیار کا اظہار ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

پھر اسی مضمون کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ دلوں میں ایک ہی اَوْلیٰ یعنی سب سے زیادہ محبت کا حقدار ہوتا ہے اور جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اَوْلیٰ ہونے چاہئیں اور اس کے بعد درجہ بدرجہ دیگر قرابت داروں کا ذکر ہے کہ وہ ایک دوسرے پر تمہارے قرب کے لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں۔

اسی سورت میں جس میں آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ بھی ہے اور بعض عرفان سے عاری علماء اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ آپؐ آخری نبی ان معنوں میں ہیں کہ آپؐ کے بعد کبھی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا، اس غلط عقیدے کا رد فرمادیا گیا اور اس میثاق کا ذکر فرمایا جو ہر نبی سے لیا جاتا رہا کہ اگر تمہارے بعد کوئی ایسا نبی آئے جو تمہاری باتوں کی تصدیق کرتا ہو تو تمہاری امّت کا فرض ہے کہ وہ اس نبی کا انکار کرنے کی بجائے اس کی تائید کرنے والی ثابت ہو۔ اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وَمِنۡکَ کہ ہم نے یہ عہد تجھ سے بھی لیا ہے۔ پس آپؐ کی امّت پر یہ فرض عائد فرمایا گیا کہ اس شرط کے ساتھ کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا سوفیصد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو اور اُس نے فیض محمدی سے ہی نبوت کا انعام پایا ہو اور وہ آپؐ ہی کی تعلیم بلاتغیر و تبدّل پیش کرنے والا ہو اور اُسی کے حق میں جہاد کر رہا ہو تو پھر نہ صرف یہ کہ اس کی مخالفت تم پر حرام ہے بلکہ اس کی نصرت کرنا لازم ہے۔

اس کے بعد احزاب کے بنیادی معنیٰ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس میں جنگ خندق کا ذکر ہے جس میں تمام عرب کے احزاب مدینہ پر حملہ کے لئے اُمڈ آئے تھے اور ان سے بچاؤ کی کوئی ظاہری صورت ممکن نہیں تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے حق میں یہ معجزہ دکھایا کہ ایک خوفناک آندھی کے ذریعہ آپؐ کی نصرت فرمائی جس نے کفار کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور وہ افراتفری میں بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت سی سواریاں جو بندھی ہوئی تھیں ان کو کھولنے تک کا انہیں وقت نہ ملا۔ پس اپنی سواریوں سمیت وہ بہت سا ساز و سامان پیچھے چھوڑ گئے، اور وہ خوفناک غذا کی قلت مسلمانوں کو درپیش تھی اس کی وجہ سے وہ بھی دور ہوئی۔

اس واقعہ سے پہلے اہل یثرب کی جو حالت تھی اس کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے کہ اتنی خوفناک مصیبت اور تباہی انہیں دکھائی دے رہی تھی کہ خوف سے ان کی آنکھیں پتھرا گئیں تھیں اور منافقین مدینہ کے مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ اب تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں رہی۔ اس وقت مومنوں نے انہیں یہ جواب دیا کہ ہمارا ایمان تو پہلے سے بھی زیادہ قوی ہوگیا ہے کیونکہ احزاب کے اس خوفناک حملے کی اس سے پہلے ہمیں خبر دے دی گئی تھی۔ ان کا اشارہ سورۃ القمر کی طرف تھا جس میں یہ آیت آتی ہے کہ سَیُھۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ۔ پس اس جنگ میں مومنوں نے اپنے عہد کو پورا کر دکھایا اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس وقت ساتھ شامل نہیں تھے لیکن انتظار کر رہے تھے کہ کاش ان کو بھی جنگِ احزاب میں شامل ہونے والے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی طرح ثبات قدم اور قربانیوں کی توفیق عطا ہو۔

اس سورت کی آیت نمبر 38 میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کا حکم دیا اور یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت گراں گزر رہا تھا اور اس کے نتیجے میں منافق جو اعتراضات کرسکتے تھے ان کا بھی کچھ خوف دامنگیر تھا۔ اس لئے آپؐ اس شادی کے معاملہ میں سخت متردد تھے مگر اللہ کے حکم پر عمل کرنا بہر حال لازم تھا۔

اس کے بعد ایک ایسی آیت (نمبر 41) ہے جسے اس سورت کا معراج کہنا چاہئے اور اس کا تعلق حضرت زیدؓ کے واقعہ سے بھی ہے۔ یہ اعلان عام فرمایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتًا نہ زیدؓ کے باپ تھے، نہ تم جیسے انسانوں کے باپ ہیں بلکہ وہ تو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہیں۔ یعنی آپؐ کو نبیوں کی روحانی اُبُوَّت عطا فرمائی گئی۔ سیاق و سباق سے تو یہی ترجمہ نکلتا ہے لیکن خاتم النبیین کے اور بہت سے معنی ہیں جو تمام تر اس قرآنی آیت کا منطوق ہیں۔ اور ہر معنی کے لحاظ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ثابت ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر خاتَم کا ایک معنی مُصدِّق کا بھی ہے اور تمام شرائع میں سے صرف ایک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے جس میں گزشتہ تمام نبیوں کی اور ہر زمانہ کے نبیوں کی تصدیق فرمائی گئی ہے۔ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب اس شان کی آیت کریمہ پیش نہیں کرسکتی۔

اس کے بعد کی آیت حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کی یاد دلاتی ہے جو انہیں بیٹے کی خوشخبری عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔

اس کے بعد آیات 47-46 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہد، مبشر، نذیر ہونے کا ذکر فرمادیا گیا۔ آپؐ اپنے سے پہلے عظیم الشان نبی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بھی شاہد تھے اور اپنے آنے والے غلام کی صداقت پر بھی شاہد تھے۔ آپؐ کی شان کی مثال سورج سے دی گئی ہے جو سب جہانوں کو روشن کرتا ہے اور چاند بھی اسی سے روشنی پاتا ہے۔ پس مقدر ہے کہ کوئی چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ہی کو اس وقت جب رات کی تاریکی چھاچکی ہو پھر بنی نوع انسان تک پہنچائے۔ سو اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ آئندہ کے اندھیرے زمانوں میں ایسا ہی ہوگا۔

اس کے بعد مومنوں کو تقویٰ کے آداب سکھائے گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عظیم الشان مقام بیان فرمایا گیا تھا اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان پر فرض فرمادیا گیا ہے کہ انتہائی ادب سے کام لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض مواقع پر اپنے عزیزوں اور صحابہ کرام کو اپنے گھر کھانے کی دعوت پر بلایا کرتے تھے۔ ان آیات میں

بقیہ صفحہ 8 پر

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت سید صادق حسینؓ۔ اٹاوہ (یو پی)

بھارتی صوبہ اتر پردیش کے ابتدائی احمدیوں میں ایک بڑا نام حضرت سید صادق حسین رضی اللہ عنہ ولد حکیم وارث علی صاحب محلہ پیرون ٹولہ اٹاوہ (Etawa) کا بھی ہے جنھوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سفر علی گڑھ اپریل 1889ء کے موقع پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت کا اندراج 11/اپریل 1889ء کے تحت درج ہے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 347)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کا تعلق حضرت مولوی تفضّل حسین رضی اللہ عنہ یکے از 313 کبار صحابہ (وفات: 3/نومبر 1904ء) کے ذریعہ ہوا جن کی دعوت پر حضرت اقدس علیہ السلام علی گڑھ تشریف لے گئے تھے۔ قبول احمدیت کے بعد خلوص وعقیدہ میں بہت ترقی کی۔ 313 کبار صحابہ میں آپ کا نام 138ویں نمبر پر ”منشی صادق حسین صاحب مختار۔ اٹاوہ“ درج ہے۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 327)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی صلاحیتوں سے نوازا تھا چنانچہ اس انعام خداوندی کو آپ نے خدمت اسلام میں لگایا اور اسلام احمدیت کی قلمی خدمت کرنے والوں کی صف اول میں شمار ہوئے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ لکھتے ہیں: ”حضرت مولوی صادق حسین صاحب حکیم بھی تھے اور مختار عدالت بھی اور ایک صاحب علم اخبار نویس بھی۔ جوانی کی حالت میں میں نے ان کو دیکھا تھا نہایت وجیہ اور طرحدار تھے۔ سلسلہ کے ساتھ ان کے تعلقات تو مولوی تفضّل حسین صاحب ہی کے ذریعہ ہوئے مگر آخر میں وہ سلسلہ کے تبلیغی مشاغل میں پورے منہمک ہوگئے اور اپنے پیشہ میں کوئی نمایاں ترقی نہ کر سکے اور سراسر سلسلہ کی تبلیغ کے لیے وقف تھے اور اٹاوہ کی جماعت ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ سلسلہ کی تائید کے لیے انہوں نے اخبار بھی جاری کیا تھا۔“

(حیات احمد جلد سوم صفحہ 66 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

ایک اور جگہ حضرت عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں:

”میرے محترم بھائی سید محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ ایک مشہور اہل قلم اور ممتاز اخبار نویس ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کا انہیں بے حد جوش ہے اور یہ جوش ہمیشہ ان کے قلم کو حرکت میں رکھتا ہے.....“

(الحکم 28/اکتوبر 1912ء صفحہ 11)

سلسلہ احمدیہ کا پرانا لٹریچر آپ کے علمی مضامین سے بھرا پڑا ہے جو رہتی دنیا تک آپ کی یادگار ہے۔ آپ کے مطبوعہ مضامین کی ایک فہرست ذیل میں دی جاتی ہے جس سے وسعت علمی، بیدار مغزی اور جوش احمدیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اخبار شحنۂ ہند کی غلط بیانی کا فوری جواب

(الحکم 17/اگست 1903ء صفحہ 11،12)

جناب مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری کے نام کھلی چٹھی

(الحکم 17/جنوری 1904ء صفحہ 3)

”اشتہار واجب الاظہار“ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مدظلہ متوطن دیوہ شریف کے مریدوں کو ایک ضروری اطلاع (الحکم 31/مارچ 1904ء صفحہ 15) اس کے ساتھ ہی اس اشتہار کا دوسرا حصہ ”اعلان دافع البہتان“ بھی شائع شدہ ہے۔

سید علی حائری کی کتاب غایۃ المقصود پر ریویو

(الحکم 31/جنوری 1905ء صفحہ 4) (الحکم 24/فروری 1905ء صفحہ 13) (الحکم 24/جولائی 1905ء صفحہ 5،6)

ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کی کتاب ”الذکر الحکیم“ پر ریویو

(بدر 30/اگست 1906ء صفحہ 10 تا 13)

مولوی رضا خان بریلوی صاحب کی کتاب الصارم الربانی پر ریویو

(الحکم 6/مئی 1908ء صفحہ 7) (الحکم 10/مئی 1908ء صفحہ 5،6) (الحکم 18/مئی 1908ء صفحہ 5 دوسری قسط)

”اَلْحَقُّ الصَّرِیْحُ فِیْ تَصْدِیْقِ الْمَسِیْحِ“ ایک صادق کا انجام۔ وفات مسیح موعود علیہ السلام

(بدر 20/اگست 1908ء صفحہ 3 تا 10)

ابوالحسنات مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کی کتاب ”دافع الوسواس فی اثر ابن عباس“ سے عام غیر احمدی مسلمانوں خصوصاً حنفیوں پر اتمام حجۃ

(بدر 15/دسمبر 1910ء صفحہ 6)

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث کی خدمت میں چند سوالات (بر حدیث مجدد دین) (بدر 15/دسمبر 1910ء صفحہ 6)

مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب کی کتاب ”سُلَّمُ الْوُصُوْلِ اِلٰی اَسْرَارِ اِسْرَآءِ الرَّسُوْلِ“ پر ریویو

(تشحیذ الاذہان مئی 1911ء تا اپریل 1912ء۔ 9 بسیط اقساط میں شائع ہوا)

شہادۃ القرآن مصنفہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

(تشحیذ الاذہان جنوری 1913ء تا مارچ 1914ء۔ آٹھ اقساط میں یہ تفصیلی مضامین شائع ہوئے)

حیات و وفات مسیح پر اٹاوہ کے احمدیوں اور اہل حدیث میں تحریری مباحثہ اور احمدیوں کی عظیم الشان فتح

(تشحیذ الاذہان جولائی 1919ء صفحہ 9 تا 30)

جوابات اعتراضات شیعہ

(تشحیذ الاذہان جنوری 1919ء صفحہ 1 تا 16)

جوابات اعتراضات شیعہ

(تشحیذ الاذہان فروری 1920ء صفحہ 15 تا 41)

کیا امام غائب ابھی حاضر نہیں ہوئے

(تشحیذ الاذہان مئی 1920ء صفحہ 32 تا 35)

سید ہوکر مرزائی (ایک شیعہ کے اعتراض کا جواب)

(تشحیذ الاذہان دسمبر 1920ء صفحہ 24 تا 30)

شیعہ کے متعلق اشتہار نور الابصار

(ریویو آف ریلیجنز اپریل 1922ء صفحہ 126 تا 130)

ابطال قدامت مادہ

(ریویو آف ریلیجنز نومبر 1924ء صفحہ 494 تا 502)

”اسماعیل شہید اور ختم نبوت“

(الفضل 12/ستمبر 1936ء)

آپ نے اٹاوہ سے ایک اخبار ”اٹاوہ پنچ“ بھی جاری کیا اور اس کی غرض بھی سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ اور اشاعت تھی۔

(الحکم 24/مارچ 1902ء صفحہ 1) (الحکم 31/اکتوبر 1901ء صفحہ 11)

اس کے علاوہ اخبار ”اظہار الحق“ اور ”صبح صادق“ نامی اخبار بھی جاری کیے۔

ایک کتاب ”تصدیق کلام ربانی بجواب مسلمان کی بانی کی کہانی“ بھی شائع کی جس میں آریوں کے آنحضرت ﷺ کی ذات مطہر پر لگائے گئے اعتراضات کے جوابات یورپین مصنفوں کی کتب سے ثبوتوں کے ساتھ درج کیے گئے تھے۔

(بدر 3/اکتوبر 1912ء صفحہ 8 کالم 2)

ان تحریری کارناموں کے علاوہ اپنے حلقہ احباب اور مجالس میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق گفتگو کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ”اٹاوہ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے، اس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوئے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں۔ کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر اُدھر کی باتیں درمیان آئیں۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پُر تحدی کتابوں کا کوئی جواب اب تک کیوں نہیں لکھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا: جواب کیا لکھیں، وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں۔ میں نے کہا آپ بھی کچھ لکھ دیتے، مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور حق میں امر فارق ہوجاتا.....“

(بدر 20 جولائی 1905ء صفحہ 4)

مکرم خانزادہ عبدالعلی خان صاحب آف اناؤ (Unnao) بیان کرتے ہیں:

”.... اٹاوہ میں انجمن حمایت اسلام کی طرف سے ایک مڈل سکول قائم تھا چنانچہ سال میں ایک مرتبہ اس ادارہ کی طرف سے ایک جلسہ ہوتا تھا جس میں کچھ مولوی صاحبان بھی آتے تھے اور مذہبی تقریریں وغیرہ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ دوران جلسہ مسلمانوں اور آریوں کے مابین مناظرہ ہوا تھا جس کی صدارت کے لیے مسلمانوں نے خاص طور پر سید صادق حسین صاحب مرحوم کو پسند کیا تھا۔ سید صاحب مرحوم کے ایک شیعہ شاگرد سید موسیٰ رضا صاحب وکیل تھے۔ کچھ دنوں تک موسیٰ رضا صاحب کے اور سید مرحوم صاحب کے تعلقات بہت خوشگوار تھے جیسے کہ استاد اور شاگرد میں ہونے چاہئیں کچھ عرصہ کے بعد موسیٰ رضا صاحب کو کچھ شوق تحریری مناظرہ کا ہوا اور آپ نے سید صاحب مرحوم کو چیلنج دیا۔ غرضیکہ سید صاحب مرحوم اور موسیٰ رضا صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ شروع ہوگیا۔ دو تین پرچوں کا تو جواب موسیٰ رضا صاحب نے جوں توں کر کے دیا، اس کے بعد خاموش ہوگئے لیکن جلد ہی تھوڑے وقفہ کے لیے لکھنؤ کے ایک مجتہد العصر کی خدمات مستعار معاوضہ پر حاصل کی گئیں۔ مجتہد صاحب بھی مشکل سے آٹھ دس پرچوں کا جواب دینے کے بعد لکھنؤ چلے گئے.....“

(الفضل 11/نومبر 1949ء صفحہ 6)

مخالفین احمدیت کو انعامی چیلنج کے ساتھ بھی للکارتے، اخبار بدر ایک جگہ لکھتا ہے:

’’اظہار الحق اٹاوہ کے ایڈیٹر صاحب نے ایک جیبی گھڑی قیمتی ..... روپیہ کا انعام اور حضرت صاحب کی بیعت سے توبہ کا اشتہار اس شرط پر دیا ہے کہ کوئی میرزا صاحب کا مخالف کسی آیت قطعی الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے یہ بات ثابت کردے کہ مسیح علیہ السلام زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔‘‘

(بدر 27/فروری 1903ء صفحہ 47)

غرضیکہ ہر سطح پر اور ہر ممکنہ طریق پر آپ نے اسلام احمدیت کی اشاعت کے لیے مساعی کیں، آپ اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں:

کرے تبلیغ حق اور خدمتِ دیں تا دمِ آخر
یہ صادؔق کی تمنا ہے، یہی بس اُس کا ارماں ہے

خلافت ثانیہ کے موقع پر جب کچھ لوگوں نے خلافت کا انکار کیا تو آپ نے اُن سے سخت بیزاری کا اظہار کیا اور خلافت احمدیہ سے وابستگی اور بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں تحریر کیا، آپ نے لکھا:

’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ کل مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا ایک اشتہار بعنوان ایک نہایت ضروری اعلان میرے پاس پہنچا۔ اس کو پڑھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا۔ میں نے نماز پڑھی اور نماز میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس وقت جماعت احمدیہ کو ابتلا سے محفوظ رکھے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے اور قائم رکھنے کی توفیق عطا فرماوے۔ دعا کے بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں اس اشتہار کی مخالفت کروں چنانچہ میں نے اس کا جواب لکھنا شروع کیا، جواب لکھ رہا تھا کہ پوسٹ مین نے تار لاکر دیا، نہایت بے چینی کے ساتھ میں نے لفافہ کھول کر تار پڑھا مولانا شیر علی صاحب نے امرتسر سے تار دیا تھا کہ صاحبزادہ محمود احمد صاحب بالاتفاق خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس تار کو پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی وفات کا سخت صدمہ ہوا مگر صبر کے سوا کیا چارہ ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مگر حضور کے بالاتفاق خلیفہ منتخب ہوجانے سے دل کو تسلی ہوئی، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اب مولوی محمد علی صاحب کے اشتہار کا جواب دینے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے خود اس کا جواب دے دیا۔ ممبران جماعت احمدیہ اٹاوہ کو تار کے مضمون سے اطلاع دی گئی۔ آج انجمن احمدیہ کا خاص جلسہ ہوا، میں نے مولوی محمد علی صاحب کا اشتہار سب صاحبوں کو پڑھ کر سمجھایا اور اس کے جوابات جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھائے تھے، وہ بھی انھیں سنائے اور تار کا مضمون بھی سنا دیا، سب نے بالاتفاق مولوی محمد علی صاحب کے اشتہار سے سخت مخالفت کی اور ان کے خیالات متعلقہ خلافت پر اظہار ناپسندیدگی کیا اور ان خیالات کو سلسلہ کے لیے نہایت خطرناک و ضرر رساں سمجھا اور بطیب خاطر سب نے مجھے درخواست کی کہ ہماری بیعت کی درخواست حضرت میاں صاحب خلیفہ دوم کی خدمت میں بھیج دی جائے لہٰذا میں بکمال ادب درخواست کرتا ہوں کہ میری بیعت اور نیز میری زوجہ کی بیعت قبول فرمائی جاوے ..... سید صادق حسین مختار عدالت وسیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ‘‘

(الحکم 28 مارچ 1914ء صفحہ 4 کالم 1)

آپ ایک اچھے شاعر تھے اور شعر و شاعری میں بھی دینی اور اصلاحی پہلو غالب تھا۔ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں آپ کی نظمیں موجود ہیں، ذیل میں آپ کی نظموں کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے:

مسدس دعائیہ در مدحت حضرت اقدس علیہ السلام
(الحکم 30 ستمبر 1903ء صفحہ 6۔ و بدر 24/ستمبر 1903ء صفحہ 387)

فارسی نظم بر تتبع سید عبدالقادر جیلانیؒ
(الفضل 20/مارچ 1922ء صفحہ 7)

اے دل و جانم فدائے گیسوئے پیچاں تو
(الفضل 27/اگست 1913ء)

لڑی ہے آنکھ اپنی جب سے اس چشم فسونگر سے
مرے اشکوں کی قیمت بڑھ گئی ہے لعل و گوہر سے

غزل (الفضل 5/9 فروری 1920ء صفحہ 16)

نظم (الحکم 28 اپریل 1920ء صفحہ 2)

برپا کریں گے حشر جو افغانیوں میں ہم (الفضل 3/جنوری 1921ء)

دعائیں ہوتی کارگر دیکھ لینا (الفضل 18/اکتوبر 1920ء)

زمین قادیاں ہے تختگاہ مرسل یزداں (الفضل 29/نومبر 1920ء)

عمر ہے فاتح عالم عمر فاروق اعظم ہے (الفضل 26/فروری 1920ء)

گدا ہوں تیرے دروازے کا اے ابن رسول اللہ (الفضل 25/نومبر 1920ء)

محمود احمد ہے خالق کا پیارا (الفضل 10/فروری 1938ء)

یاد روئے تو بود ہمدم و جانانہ ما (الفضل 20 مارچ 1922ء)

یہ قرآں ہے ہمارا سب سے بہتر (الفضل 23/فروری 1920ء)

دل مومن میں ایسا جلوہ خورشید قرآں ہے (ریویو آف ریلیجنز اپریل 1922ء صفحہ 130)

اب غلام احمد کی جے ارض و سما کہنے کو ہے (الفضل یکم نومبر 1927ء صفحہ 12)

ایک مرتبہ آپ نے ترکیب بند صادق کتابچہ شائع کیا جس پر ریویو کرتے ہوئے ایک احمدی دوست نے لکھا:

’’حضرت صادق سے ناظرین کو کسی جدید انٹروڈیوس کی ضرورۃ نہیں، وہ اپنی موزون طبع کے نتائج کے سبب خود مشہور و ہر دلعزیز ہیں۔ گلدستہ صبح صادق کی دلچسپ اور بے بہا نظمیں دیکھ کر کون ان کی لیاقت کا معترف نہیں ہوا۔ جو لوگ علم عروض کی مشکلات سے آگاہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ بالخصوص ایسی نظمیں لکھنا جن کا ایک ایک مصرعہ تاریخی واقعات پر مشتمل ہو، کس قدر مشکل ہے۔ تاریخی واقعات اور علمی اصطلاحات کا ایک ہی شعر میں .... اور بایں ہمہ شعر کو ساقط الوزن نہ ہونے دینا، فی الواقع قادر الکلامی کی دلیل ہے...‘‘

(الحکم 24/اگست 1902ء صفحہ 14 کالم 1،2)

اسی طرح ایک مرتبہ ’’پیام صادق‘‘ نام سے ایک مثنوی بھی تیار کی جس پر ریویو کرتے رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے لکھا:

’’سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ ان مخلص اور جوشیلے احباب میں سے ہیں جن کے سینہ میں تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جوش ہر وقت موجزن رہتا ہے۔ صاحب موصوف نے حال میں ایک مختصر سی مثنوی تصنیف کی ہے جس میں وفات مسیح، نزول مسیح، ختم نبوت، سلسلہ وحی کا قیامت تک جاری رہنا اور دیگر مسائل ضروریہ کے مضمون کو باندھ کر حاشیہ میں قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے پورا پورا ثبوت دیا ہے اور مخالفین سلسلہ کے منہ پر مہر سکوت لگانے کے لیے قرآن اور احادیث کا ترجمہ اور تفسیر انہی کے علماء کی قلم کی درج کی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مثنوی اشعار کی لطافت کے علاوہ ان آیات قرآنی اور احادیث ضروریہ کا مع حوالہ جات بہت مفید مجموعہ ہے جن کی احمدیوں کو اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز مئی 1914ء صفحہ 192)

حضرت سید صادق حسین رضی اللہ عنہ نے آغاز اکتوبر 1949ء میں اپنے علاقہ میں ہی وفات پائی۔ آپ کے متعلق مکرم خانزادہ عبدالعلی خان صاحب آف اناؤ اور محترم حافظ سلیم احمد اٹاوی صاحب کے مضمون اخبار الفضل 11/نومبر 1949ء صفحہ 6 اور الفضل 18/نومبر 1949ء صفحہ 4،5 پر شائع شدہ ہیں۔ آپ کی وفات کے ڈیڑھ ماہ بعد آپ کی اہلیہ بھی اس جہان سے رخصت ہوگئیں۔ آپ کے بیٹے سید رضا حسین احمدی عرائض نویس کلکٹری اٹاوہ۔ یو پی نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’جناب والدالمحترم سید صادق حسین صاحب مختار اٹاوہ یو پی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال سے ایک ماہ تیرہ یوم بعد 18/نومبر 1949ء جنابہ والدہ صاحبہ محترمہ کا بھی اس دنیائے سرائے فانی سے انتقال ہوگیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ والدہ صاحبہ کی مغفرت کے لیے احباب دعا فرمائیں۔‘‘

(الفضل یکم دسمبر 1949ء صفحہ 5 کالم 4)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ..... از صفحہ 1

کرتے ہوئے دعا کی اور ایک عظیم نبی کے برپا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ نبی جو آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت سکھائے اور نفوس کو پاک کرے تو اس دعا سے پہلے اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے بھی یہ دعا مانگی کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا (البقرۃ:129) کہ اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریق بتا۔

پس عبادت کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا جس کے لئے انبیاء آتے ہیں اور جس کے لئے آنحضرت ﷺ انسان کامل اور اوّل المسلمین تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور حکمت کی باتوں کی سمجھ اس وقت آتی ہے جب نفس میں پاکیزگی ہو۔ اور نفس کی پاکیزگی اس وقت آتی ہے جب عبادت کے اسلوب آتے ہوں، جب خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے اور اس عبادت کے طریق سکھائے جو اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 15/ اکتوبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبہ کے تسلسل میں واقعہ شہادت سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی مزید تفاصیل کی بابت کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: صحیح بخاری کی جو روایت بیان کی گئی تھی، اِس سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ پر جب حملہ ہوا تو اُسی وقت فجر کی نماز ادا کی گئی اور حضرت عمرؓ اُس وقت مسجد نہیں تھے جبکہ دوسری روایات میں ملتا ہے کہ فوری طور پر حضرت عمرؓ کو گھر لے جایا گیا اور نماز بعد میں ادا کی گئی۔

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کا ترکِ نماز کے حوالہ سے کیا فرمان ہے؟

جواب: اُس کا کوئی اسلام نہیں جس نے نماز ترک کی۔

سوال: مؤرّخین اور سیرت نگار مفصّل واقعاتِ شہادت فاروقیؓ بیان کرنے کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں، اِس سے کیا تأثر ملتا ہے نیز مصنّفین حال نے قدیم کے مؤرّخین اور سیرت نگاروں سے کیا شکوہ کیا ہے؟

جواب: ابو لؤلؤہ فیروز نے ایک وقتی جوش اور غصہ میں اُنہیں قتل کر دیا تھا/ کیوں اِنہوں نے اِس اہم قتل پر تفصیلی بحث نہیں کی کیونکہ یہ ایک سازش تھی۔

سوال: تاریخ وسیرت کی کس اہم کتاب میں صرف اتنا ملتا ہے کہ شُبہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے قتل میں ہُرمزان اور جفینہ کا ہاتھ تھا، چنانچہ اِسی شُبہ پر حضرت عمرؓ کے سوانح نگار سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اِس کو باقاعدہ ایک سازش قرار دیتے ہیں؟

جواب: البدایہ والنّہایہ

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کن کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت نہیں دیا کرتے تھے؟ مُغیرہؓ بن شعبہ والیٔ کوفہ نے آپؓ سے اپنے ایک بہت ہنر مند غلام کی مدینہ میں آمد کی اجازت طلب کی نیز لوگوں کے فائدہ کے لئے اُس کے کون کونسے کام بیان کیے؟

جواب: کسی بالغ قیدی کو/ لوہار، نقش و نگار کا ماہر اور بڑھئی

سوال: حضرت عمر فاروقؓ سے کس کو ایک لحاظ سے کینہ اور بغض بھی تھا کیونکہ عربوں نے اُس کے علاقے کو فتح کر لیا تھا اور اُسے قیدی بنا لیا تھا اور اُس کے بادشاہ کو ذلیل و خوار ہونے کی حالت میں جلاءِ وطن ہونے پر مجبور کر دیا تھا؟

جواب: ابو لؤلؤہ فیروز

سوال: کس نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھ کر پوچھا کہ اِن کے محافظ اور دربان کہاں ہیں، صحابہؓ نے بتایا! اِن کا کوئی محافظ ہے نہ دربان اور نہ کوئی سیکرٹری ہے اور نہ کوئی دیوان، اِس پر اُس نے کیا کہا؟

جواب: فارسیوں کے سپہ سالار ہُرمزان/ اِنہیں تو نبی ہونا چاہیئے۔

سوال: حضرت عبیداللہؓ بن عمرؓ نے اپنے والد کی شہادت کی سازش کا علم ہونے پر غضبناک ہو کر بالترتیب ہُرمزان، جفینہ اور ابو لؤلؤہ فیروز کی چھوٹی بیٹی کو قتل کر دیا نیز کیا ارادہ تھا؟

جواب: آج وہ مدینہ میں کسی قیدی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عبیداللہؓ بن عمرؓ کے مذکور بالافعل کی نسبت کیا تبصرہ فرمایا نیز اِس تناظر میں اُن کے لئے کیا فرض قرار دیا؟

جواب: بہرحال یہ جو کیا ہے اِنہوں نے قانونی طور پر اِس کی اجازت نہیں تھی، کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ خود انتقام لینے کے لئے کھڑا ہو جائے یا اپنا حق خود وصول کرے جبکہ معاملات کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاءؓ کے لئے مخصوص تھا، وہ لوگوں کے درمیان منصفانہ فیصلے اور مجرم کے درمیان قصاص کا حکم صادر کرتے تھے/ جب اُنہیں اِس سازش کا علم ہوا جس کے نتیجہ میں اُن کے والد کی جان گئی تو اِس کا فیصلہ امیر المؤمنین سے چاہتے۔

سوال: قاتلانہ حملہ کے بعد لوگوں کی درخواست پر کہ آپؓ خلیفہ مقرر کر دیجئے، حضرت عمر فاروقؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: کیا مَیں تمہارا بوجھ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اٹھاؤں، مَیں چاہتا ہوں کہ اِس میں میرا حصہ برابر کا ہو یعنی نہ مجھ پر کوئی گرفت ہو، نہ مجھے کچھ ملے، اگر مَیں کسی کو جانشین بناؤں تو اُنہوں نے بھی جانشین بنایا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ (بنا دوں تو کوئی حرج نہیں ہے)، اگر مَیں تمہیں بغیر جانشین مقرر کرنے کے چھوڑ جاؤں، وہ تمہیں بغیر جانشین مقرر کرنے کے چھوڑ گئے تھے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی دوسری مثال رسول اللہ ﷺ کی دی۔

سوال: حضرت المصلح الموعودؓ کس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں! خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے اُنہوں نے خوف کھایا ہو۔۔۔ خلفاء جس بات سے ڈرتے ہوں گے وہ کبھی وقوع پذیر نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا؟

جواب: وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا

سوال: دنیا میں کونسی چیزیں راستی سے پھیرنے کا موجب ہوتی ہیں؟

جواب: یا تو انتہائی بغض یا پھر انتہائی محبّت

سوال: کن کا فرمان ہے کہ حضرت عمرؓ کے واقعہ کے وقت دیکھو کتنے معمولی واقعہ سے بغض بڑھا جس نے عالمِ اسلامی کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے، مَیں سمجھتا ہوں اِس واقعہ کا اثر اَب تک چلتا چلا جا رہا ہے؟

جواب: حضرت المصلح الموعودؓ

سوال: صحابہؓ کے ذہن میں یہ نہ تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ اُن سے جلدی جدا ہو جائیں گے، اِس وجہ سے وہ آئندہ انتظام کے متعلق بالکل بے خبر تھے کہ یکدم حضرت عمرؓ کی وفات کی مصیبت آ پڑی، اُس وقت جماعت کسی دوسرے امام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اُس وقت عدمِ تیاری کا نتیجہ کیا برآمد ہوا؟

جواب: حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو وہ لگاؤ پیدا نہ ہوا جو ہونا چاہیئے تھا اِس وجہ سے اسلام کی حالت بہت نازک ہو گئی اور حضرت علیؓ کے وقت اور زیادہ نازک ہو گئی۔

سوال: قرآن مجید کا صراحتًا حکم ہے کہ حفاظت کے لئے مسلمانوں میں سے آدھے کھڑے رہا کریں اور گو یہ جنگ کے وقت کی بات ہے، جب ایک جماعت کی حفاظت کے وقت ضرورت ہوتی ہے لیکن اِس سے کیا استدلال کیا جا سکتا ہے؟

جواب: چھوٹے فتنہ کے انسداد کے لئے اگر چند آدمی نماز کے لئے کھڑے کر دیئے جائیں تو یہ قابلِ اعتراض امر نہیں۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمر فاروقؓ کے چھیاسی ہزار واجب الادا قرض کی ادائیگی کے بارہ میں صحابہ کرامؓ کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

جواب: صحابہ کرامؓ جانتے تھے کہ ہمارا یہ سادہ زندگی بسر کرنے والا امام اتنی بڑی رقم اپنے اوپر خرچ کرنے والا نہیں ہے اُنہیں معلوم تھا کہ یہ رقم بھی اُنہوں نے ضرورت مندوں اور غریبوں پر ہی خرچ کی تھی (جو قرض چڑھایا تھا اتنا)۔

سوال: حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی تجویز پر کہ آپؓ بیت المال سے قرض لیکر اپنا یہ قرض کیوں نہیں ادا کر دیتے، حضرت عمرؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: مَعَاذَ اللّٰہ! کیا تم چاہتے ہو کہ تم اور تمہارے ساتھی میرے بعد یہ کہیں کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمرؓ کے لئے چھوڑ دیا، تم اب تو مجھے تسلّی دے دو گے مگر میرے پیچھے ایسی مصیبت پڑ جائے کہ اِس سے نکلے بغیر میرے لئے نجات کی کوئی راہ نہ ہو۔

سوال: قریب وقتِ وفات حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بلا کر کیا کہا؟

جواب: میرے ذمہ اللہ کے مال میں سے کچھ قرض ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ مَیں اللہ کو اُس حال میں ملوں کہ میرے ذمہ کوئی قرض نہ ہو، پس تم اِس قرض کو پورا کرنے کے لئے اِس مکان کو بیچ دینا۔

سوال: حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کا مکان حضرت معاویہؓ کو بیچ کر آپؓ کا قرض ادا کر دیا نیز اِسی بناء پر وہ گھر کیا کہلانے لگا؟

جواب: دارالقضاء/ قضاءِ دَینِ عمرؓ یعنی وہ گھر جس کے ذریعہ آپؓ کے قرض کو ادا کیا گیا تھا۔

بقیہ: سورۃ السجدۃ اور الاحزاب کا تعارف...... از صفحہ 5

صحابہؓ کو نصیحت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسی دعوت کریں تو اسے عام دعوتوں کی طرح سمجھتے ہوئے وقت سے پہلے آپؐ کے گھر پہنچ کر کھانا پکنے کا انتظار نہ کیا کرو۔ جب کھانا تیار ہو اور تمہیں بلایا جائے تو جایا کرو اور اس کے بعد اجازت لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ اور اگر کھانے کے دوران تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے تو پردے کے پیچھے سے اُمَّہَاتُ الْمُؤْمِنِیْن کو اپنی ضرورت کی اطلاع دو۔ یہاں پاکیزگی کی تاکید ازواجِ مطہرات کو عام مسلمان خواتین سے بہت زیادہ کی گئی ہے کیونکہ اُن کا بلند مرتبہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ادنیٰ سی تہمت بھی نہ سننی پڑے۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین بہتان تراشیوں کے ذریعہ ایذا پہنچاتے تھے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بہتان تراشی کے ذریعہ ایذا دہی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ پس اس سورت کے اختتام پر یہ مضمون دہرایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے پہلے جلالی نبی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بکثرت مشابہتیں ہیں۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ کو بتایا گیا تھا کہ اللہ کے نزدیک وہ بہرحال وجیہ ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دلائی گئی کہ ان بہتان تراشیوں کے نتیجہ میں تیرا کوئی بھی نقصان نہیں کیونکہ تُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ہے۔

اس سورت کی آخری دو آیات میں ایک دفعہ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو بارِ امانت تجھ پر ڈالا گیا ہے وہ موسیٰ پر ڈالے جانے والے بارِ امانت سے بہت زیادہ ہے۔ پہاڑ بھی اس کے رعب سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن تُو اس بارِ امانت کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھا جس کے نتیجہ میں تجھے اپنے نفس پر بے انتہا ظلم کرنا پڑا لیکن تُو نے ہرگز پروا نہیں کی کہ اس کے عواقب کیا ہوں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 726 تا 728)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 26

اُردو زبان میں قواعدِ مذکر و مؤنث یا اسم کی جنس کے متعلق بحث جاری ہے۔آج کے سبق میں ہم مزید قواعد کے بارے میں بات کریں گے۔ گزشتہ سبق میں دو قواعد بیان کیے گئے تھے۔ نیز یہ وضاحت کی گئی تھی کہ اُردو زبان کئی زبانوں کے الفاظ اور قواعد سے مل کر بنی ہے اس لیے گرامر کے قواعد پوری طرح سے ہر لفظ پہ کام نہیں کرتے اور جگہ جگہ استثنائی معاملات پیش آتے ہیں۔

قاعدہ نمبر 5 (جز 3)

بعض غیر زبانوں کے مذکر و مؤنث اُردو زبان میں اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

بیگ، بیگم۔ (فارسی)، خان، خانم (ترکی)، سلطان، سلطانہ (عربی)، ملک، ملکہ (عربی)۔

جز 4

بعض اوقات اسم خاص کو مذکر سے مؤنث بنا لیتے ہیں۔

اسم خاص:Proper noun

رحیم، رحیمن۔ امیر، امیرن۔ کریم، کریمن۔ نور، نورن۔ نصیب، نصیبن۔

جز 5

بعض اسم خاص مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی مذکر اور مؤنث سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے

گلاب چہرہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

احمدی، مرد وزن دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

مسلمان، مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

Proper nouns غرض بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ بہت سے اسم خاص یعنی ایسے ہیں جن پہ جنس اثر انداز نہیں ہوتی اور وہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے ایک ہی شکل میں استعمال ہوتے ہیں۔

جز 6

عام طور پہ مؤنث، مذکر سے بنتا ہے لیکن بعض مذکر ایسے بھی ہیں جو مؤنث سے مذکر بنتے ہیں۔

بھینس سے بھینسا۔ بلی سے بلا۔

جز 7

بعض الفاظ ایسے ہیں جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہیں اور ان کا مؤنث نہیں بنتا۔

امثال: طوطا، کوّا، اژدھا، تیندوا، باز، الو، چیتا،

اسی طرح بعض الفاظ صرف مؤنث استعمال ہوتے ہیں اور مذکر ان کا نہیں بنتا۔

امثال: چیل، بطخ، مینا، بلبل، فاختہ، لومڑی، ڈائن، چڑیل، بیوہ

جز 8

چھوٹے جانور اور حشرات الارض میں اکثر ایک ہی جنس ان کی تمام اقسام کے لئے استعمال ہوتی ہے۔یعنی ان کا پورا گروہ یا تو مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔

چھوٹے جانور اور حشرات Insects/ bugs /reptiles الارض:

امثال: مکھی (مؤنث، یعنی تمام مکھیاں مؤنث ہوتی ہیں)، جگنو (مذکر، یعنی تمام جگنو مذکر ہوں گے)، چھپکلی (مؤنث)، چھچھوندر (مؤنث)، کچھوا (مذکر)، بھڑ (مؤنث)۔

جز 9

بعض ناموں کے ساتھ لفظ 'مادہ' یا 'نر' کا اضافہ کرنے سے الفاظ مذکر اور مؤنث بن جاتے ہیں۔

امثال: مادہ خرگوش، چیتے کی مادہ، نر زیبرہ، مادہ ریچھ وغیرہ

جز 10

بعض اوقات اندازِ گفتگو کے مطابق مذکر لفظ مؤنث کے لیے بھی استعمال ہوجاتے ہیں۔

جیسے والدین بیٹی کو پیار سے بیٹا کہہ دیتے ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ بیٹی نیک انسان بنو وغیرہ۔ اسی طرح بعض مشترک الفاظ جو مذکر ہوتے ہیں مگر دونوں کے لیے استعمال ہوجاتے ہیں جیسے۔ بچہ، جانور، انسان وغیرہ۔

جز 11

جس طرح وہ ہندی الفاظ جن کے آخر پہ (ا) یا (ہ) ہوتی ہے مؤنث بنانے کے لیے ان کے آخری حرف کو (ی) سے بدل دیتے ہیں۔ اسی طرح فارسی الفاظ بھی اسی قاعدے کے مطابق اردو میں استعمال ہونے لگے ہیں۔

جیسے: شاہزادہ سے شاہزادی، بیچارہ سے بیچاری، بندہ سے بندی وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے مامور، خبیث اور ذلیل بیماریوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔مثلاً جیسے آتشک ہو، جذام ہو یا اور کوئی ایسی ہی ذلیل مرض۔ یہ بیماریاں خبیث لوگوں ہی کو ہوتی ہیں۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ (النّور:27) اس میں عام لفظ رکھا ہے۔ اور نکات بھی عام ہیں۔ اس لیے ہر خبیث مرض سے اپنے ماموروں اور برگزیدوں کو بچالیتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مومن پر جھوٹا الزام لگایا جاوے اور وہ بری نہ کیا جاوے۔ خصوصاً مصلح اور مامور۔ اور یہی وجہ ہے کہ مصلح یا مامور حسب نسب کے لحاظ سے بھی ایک اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ اگرچہ ہمارا مذہب یہی ہے اور یہی سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تکریم اور تعظیم کا معیار صرف تقویٰ ہی ہے۔ اور ہم مانتے ہیں کہ ایک چوہڑا بھی مسلمان ہوکر اعلیٰ درجہ کا قرب اور درجہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل کرسکتا ہے۔ اور وہاں کسی خاص قوم یا ذات کے لئے فضل مخصوص نہیں ہے، مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ جس کو مامور اور مصلح مقرر فرماتا ہے، اس کو ایک اعلیٰ خاندان میں ہونے کا شرف دیتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ لوگوں پر اس کا اثر پڑے اور کوئی طعنہ نہ دے سکے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 23-24 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معانی

خبیث: ناپاک

ذلیل: بے عزت کردینے والی چیز

آتشک: Syphilis

جذام: Leprosy

حسب نسب: ذات اور خاندانی پس منظر جیسے مغل، راجپوت وغیرہ

تکریم: عزت

تعظیم: عظمت، عزت، شان

چوہڑا: ہندوستان میں ایک ایسا شخص جو دوسروں کے گھروں میں صفائی کرتا ہو۔

آج کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

(صحیح بخاری، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى تَحْتَ الْخَدِّ الْاَيْمَنِ حدیث:6314)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا اس کے بعد کہ ہمیں موت (مراد نیند ہے) دے دی تھی اور اسی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ

(سنن ابوداؤد، کِتَابُ النَّوْمِ بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ حدیث:5068)

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، جب صبح ہوتی تو یہ دعا پڑھتے تھے ”اے اللہ! ہم نے تیرے (فضل کے) ساتھ صبح کی اور تیرے (فضل کے) ساتھ شام کرتے ہیں۔ تیرے ہی فضل سے زندہ اور تیرے ہی نام پر مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

یہ ہمارے سید و مولیٰ، خاتم الانبیاء، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نیند سے بیداری کی دعائیں ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ترجمہ و کمپوزنگ:ابو اثمار اٹھوال

This week with Huzur

29 اکتوبر 2021ء

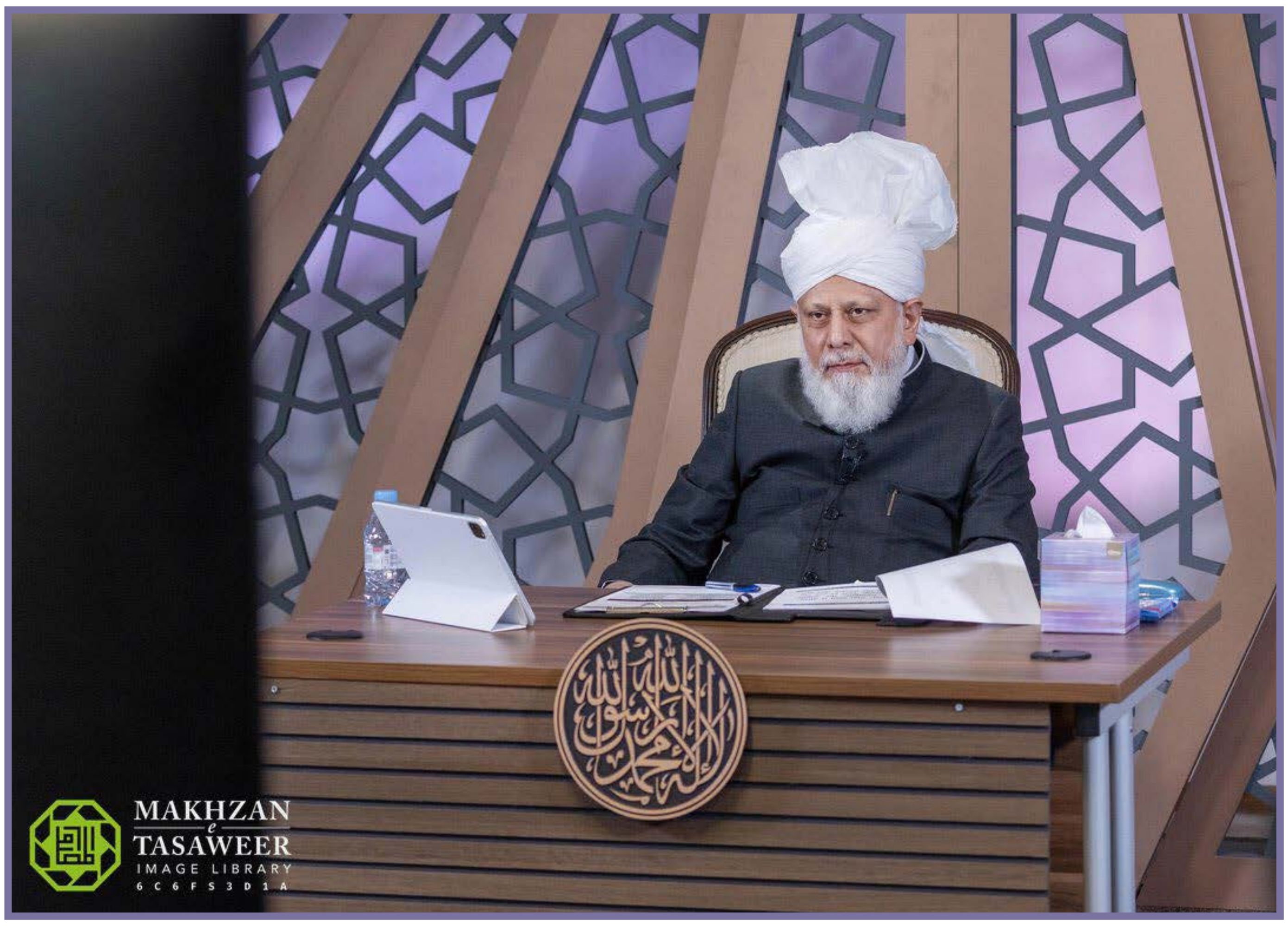

اس ہفتے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2 ورچوئل ملاقاتوں کی صدارت فرمائی۔ان میں سے پہلی ملاقات بروز ہفتہ تھی۔جس میں 150 خدام نے مسجد بیت النور کیلگری کینیڈا سے شرکت کی جبکہ اگلے دن دوسری ورچوئل ملاقات جماعت احمدیہ آئر لینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ تھی۔جس کے لیے ممبرانِ عاملہ مسجد مریم Galway میں جمع ہوئے تھے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی ورچوئل ملاقات

اس ہفتے مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کو پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس کے لیے تقریباً 150 خدام مسجد بیت النور کیلگری میں جمع ہوئے جس میں خدام نے مختلف سوالات کے ذریعہ پیارے امام ایدہ اللہ سے جو رہنمائی حاصل کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ طلباء جو گریجویٹ کرتے ہیں وہ مقررہ شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کر رہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا وہ جو گریجویٹ نہیں ہیں؟ کیا وہ اپنا چندہ شرح کے مطابق ادا کر رہے ہیں؟ جس پر موصوف نے جواب دیا کہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ وہ گریجویشن کرنے کے بعد بھی جو چندہ طالب علم کے لیے مقرر ہوتا ہے وہی دیتے رہتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر وہ کام کر رہے ہیں یا ان کو کوئی وظیفہ یا کوئی سکالرشپ یا کوئی جیب خرچ مل رہا ہے تو انہیں اس رقم کے مطابق ادائیگی کرنی چاہیے جو وہ باقاعدگی سے کما رہے ہیں لیکن وہ جن کی کوئی آمد نہیں ہے، نا ہی والدین سے کوئی جیب خرچ ہے اور نا سکالرشپ ہے۔کچھ یونیورسٹی طلباء ہیں جو کہ ریسرچ کر رہے ہیں انہیں بھی کچھ معمولی سی رقم یا وظیفہ ملتا ہے تو ان سب کو اس کے مطابق چندہ ادا کرنا چاہیے۔آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ اگر وہ کچھ کما رہے ہیں تو ان کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ شرح کے مطابق چندہ ادا کریں ۔کیونکہ نہ تو آپ اپنا چندہ صدر خدام الاحمدیہ کو ادا کر رہے ہیں اور نہ ہی جماعت کو دے رہے ہیں۔کیونکہ آپ خالصۃً خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اپنا ممبرشپ کا چندہ ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایک قرآنی حکم ہے جس کا قرآن کریم کے آغاز میں ہی حکم دیا گیا ہے۔اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے روزمرہ کے اخراجات پر خرچہ ہو رہا ہے اور ہم مقررہ شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کر سکتے تو اگر یہ خدام الاحمدیہ کا چندہ ہے تو آپ صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے رعایت لے سکتے ہیں یا اگر یہ جماعتی چندہ ہے تو نظام جماعت سے اجازت لے سکتے ہیں کہ اس وجہ سے میں شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کرسکتا۔ہم انہیں صرف کہہ سکتے ہیں یا نصیحت کر سکتے ہیں ۔ہم انہیں جبراً نہیں کہہ سکتے۔پس اگر وہ یہ بات سمجھ جائیں کہ وہ یہ چندہ خدا تعالیٰ کی خاطر اور خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی خاطر ادا کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بہتری کے لیے اور جماعت کے روزمرہ کے اخراجات کو چلانے کے لیے چندہ دیں۔بات یہ ہے کہ اگر وہ سمجھ جائیں کہ ان کا چندہ ایک خاص اور نیک مقصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے تو نتیجۃً وہ ادائیگی کریں گے۔تو آپ کا کام ہے کہ ان کو سمجھائیں کہ چندہ کی رقم کو کہاں پر خرچ کیا جا رہا ہے؟جب میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں تو میں بعض دفعہ بتا بھی دیتا ہوں کہ یہ رقم افریقہ میں اس مقصد کے لیے، قادیان میں اس مقصد کے لیے ،انڈیا میں اس مقصد کے لیے اور دنیا کے دیگر حصوں میں اس مقصد کے لیے خرچ ہو رہی ہے۔بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے مجھے بعد میں لکھا بھی ہے کہ آپ کا خطبہ سننے کے بعد ہمیں اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ ہمیں چندہ کیوں ادا کرنا چاہیے؟اور اب ہم اپنی استطاعت کے مطابق چندہ ادا کریں گے اور مقررہ شرح کے مطابق ادیئگی کریں گے پس انہیں غلط رنگ میں ترغیب دلانے کی بجائے انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرو کہ وہ چندہ کیوں ادکر رہے ہیں؟ ’’کیوں‘‘ کا سوال تو نئی نسل میں بہت عام ہے۔تو آپ نے اس ’’کیوں‘‘ کا جواب دینا ہے۔آپ نے اس ’’کیوں‘‘ کو حل کرنا ہے۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور !بعض دفعہ ہم کچھ لوگوں کو نظام جماعت کے خلاف بات کرتے ہوئے سنتے ہیں پس ایسے موقع پر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟**

حضور انور نے فرمایا:سب سے پہلے عہدیداروں کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے تا کہ وہ اپنے جائزے لے سکیں کہ کیا جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں وہ قرآن کریم،اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کے مطابق بھی ہیں یا نہیں۔اگر عہدیداران عہدیداران درست ہیں اور خشیت الٰہی کے ساتھ اپنے کاموں کو ادا کرتے ہیں تو پھر ان سے صرف نظر کیا جاسکتا ہے اور الزام ان لوگوں پر آئے گا جو عہدیداران کے خلاف منفی باتیں کرتے ہیں۔بعض دفعہ چند عہدیداران کے رویوں کی وجہ سے بعض لوگوں کو ان عہدیداران کے خلاف کچھ شکایات ہوتی ہیں تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ عہدیداران اس بات کا خیال رکھیں کہ افراد جماعت سے کسی قسم کا منفی رویہ نہ دکھائیں۔ان کو شکایات کیوں ہیں؟کیوں وہ عہدیداران کے خلاف بدگوئی کرتے ہیں ؟کیونکہ ان کے ذاتی تجربات اور اختلافات ہیں؟پس ان کے یہی ذاتی اختلافات یا رنجشیں ہیں جو ان کو نظامِ جماعت کے خلاف بات کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔اگر تو وہ آپ کے قریبی دوست ہیں تو آپ ان کو بتاسکتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔اگر آپ کا کسی عہدیدار کے ساتھ کوئی ذاتی اختلاف ہے یا کوئی شکایت ہے تو پھر بھی آپ کو نظام جماعت کے خلاف کوئی بری بات نہیں کہنی چاہیے اور نہ ہی کوئی منفی بات نظام جماعت کے خلاف کرنی چاہیے۔آپ کے جو اپنے ذاتی اختلافات ہیں وہ حل کیے جا سکتے ہیں ۔آپ اس معاملہ کو بالا نظام تک یا خلیفہ وقت تک لے جاسکتے ہیں لیکن اگر اس کے باوجود وہ نہیں رکتے یا وہ اس بات پر مُصر رہتے ہیں کہ ہم اسی بات کے کرنے پر قائم رہیں گے تو ان کے لیے دعا کرو اور کچھ عرصہ کے لیے ان کی صحبت چھوڑ دو تا کہ ان کو احساس ہو جائے کہ جو وہ کر رہے تھے وہ غلط تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ان کے ایک قریبی دوست ان سے الگ ہو گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ان کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔اگر آپ سمجھتے ہو کہ یہ بات جماعت کو بدنام کر رہی ہے یا جماعت کو نقصان پہنچا سکتی ہے تو پھر آپ کو یہ بات بالائی نظام تک رپورٹ کرنی چاہیے کہ یہ لوگ نہ صرف عہدیداروں کے خلاف بلکہ جماعت کے خلاف بھی بات کر رہے ہیں ۔یہ آپ کا فرض ہے لیکن پہلی چیز یہ ہے کہ ان کو نصیحت کرنے کی کوشش کرو اور اگر وہ آپ کے قریبی دوست ہیں تو نرمی کے ساتھ ان کو بتائیں کہ یہ درست رویہ نہیں ہے۔یہ بات کرنے کا درست طریق نہیں ہے۔اور اس سے جماعت کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ آپ کو پہنچے گا۔اس لیے اس معاملہ کو چھوڑ دو۔تو یہ ہے وہ طریقہ جس کے ذریعہ سے ہم ان کو نصیحت کر سکتے ہیں۔اگر وہ توبہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو ان کی صحبت کو چھوڑ دو۔لیکن ان کو خالی نہ چھوڑ دینا بلکہ ان کے لیے دعا بھی کرنا کہ اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی کی طرف جانے سے بچائے۔

***ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور!میرا سوال ہے کہ اس وبا کے دوران ہماری زندگیوں میں ایک بہت بڑی تبدیلی آچکی ہے۔کچھ مثبت چیزیں بھی سامنے آئی ہیں۔جیسا کہ کلاسوں میں حضور انور سے شرف ملاقات نصیب ہونا جیسا کہ اس وقت بھی ہم کر رہے ہیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کب سمجھتے ہیں کہ ہم دوبارہ انفرادی ملاقات کرسکیں گے؟**

حضور انور نے فرمایا: بات یہ ہے کہ تم کیلگری میں یہاں سے 8000 کلومیٹر سے زائد دور بیٹھے ہو تو جب بھی آپ لندن آؤ تو آپ مجھ سے آکر مل سکتے ہو۔میں نے لوگوں سے انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر

دیا ہے اور اس کے علاوہ ایک نیا رستہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے کھولا ہے اور ہم اس سے استفادہ کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ دروازہ بھی بند نہیں ہے وہ بھی کھلا ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے ملنے کے لیے کب کینیڈا آؤں گا؟ تو یہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ مجھ سے ملنے یہاں اسلام آباد آسکتے ہیں۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عہدیدار کو ایک فیصلہ کے بارہ میں کچھ تحفظات ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ فیصلہ اجتماعی طور پر طے ہو چکا ہوتا ہے مثلاً عاملہ کے اجلاس میں۔ ایسی صورت حال میں حضور انور کی کیا ہدایت ہے؟

حضور انور نے فرمایا: دیکھیں آج کی دنیا میں ہم جمہوریت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب عاملہ کی اکثریت کوئی فیصلہ کرتی ہے تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اس پر عمل کریں اور اس پر کاربند ہوں لیکن اگر کوئی فیصلہ شوریٰ میں طے ہوتا ہے تو شوریٰ میں کیا گیا کوئی بھی فیصلہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بطور تجویز پیش ہوتا ہے۔ اور آپ کی تمام تر تجاویز پھر میرے پاس یہاں آتی ہیں اور میری منظوری کے بعد وہ متعلقہ جماعت یا متعلقہ اتھارٹیز کو عمل درآمد کے لیے واپس بھجوائی جاتی ہیں۔ اگر وہ شوریٰ کے فیصلہ سے سخت اختلافِ رائے رکھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خلیفۃ المسیح کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ خلیفۃ المسیح کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں تو پھر ان کے احمدی ہونے کا کیا فائدہ؟ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ فیصلہ معروف نہیں جبکہ معروف کے معنی ہیں کہ ہر وہ فیصلہ جو قرآن پر مبنی ہو، اسلامی تعلیمات پر مبنی ہو اور سنت پر مبنی ہو معروف فیصلہ کی اصطلاح قرآن کریم میں بھی استعمال ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ کیا ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے معروف اور غیر معروف فیصلوں کی کوئی فہرست تیار کر رکھی ہے کہ آپ کے کون سے فیصلے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق معروف تھے اور کون سے غیر معروف تھے؟ تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ "معروف" "اصطلاح" کو سمجھنے میں غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ معروف کے معنی ہر اس بات کے ہیں جو قرآنی احکامات کے مطابق ہو، آنحضرت ﷺ کے مطابق ہوا ور آج کے دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق ہو اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی خلیفہ نے اس کے خلاف کوئی بات کہی ہو۔ وہ لوگ جو شوریٰ کے فیصلوں پر عمل نہیں کرتے یا ان فیصلوں کے خلاف بولتے ہیں یا ان فیصلوں سے سخت اختلافِ رائے رکھتے ہیں تو وہ فی الواقع خلیفۃ المسیح کے فیصلوں کا انکار کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ جن کو شوریٰ کے فیصلہ جات کے بارہ میں کسی بھی قسم کے تحفظات ہیں وہ درحقیقت خلیفۃ المسیح کے فیصلوں کا انکار کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ شوریٰ کے تمام تر فیصلہ جات کی منظوری خلیفۃ المسیح نے دی ہوتی ہے۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! عوام میں بھی اور ممبران جماعت میں بھی کووڈ ویکسین کے بارے میں منفی رجحانات پائے جاتے ہیں۔ بعض افراد جماعت کو جو عہدیداران بھی ہیں ویکسین نہیں لگی ہوئی۔ پیارے حضور آپ کی ایسے لوگوں کے بارہ میں کیا ہدایت ہے اور ہم ان کو حکومتی تدابیر کی پیروی کے بارہ میں کیسے ترغیب دلا سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: حکومت جو کچھ بھی کر رہی ہے وہ ہمارے فائدہ کے لیے ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرتے ہوئے ویکسین لگوانی چاہیے۔ اگر عہدیداران ایسا نہیں کر رہے تو وہ غلط کر رہے ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں طاعون پھیلی تھی تو وہ ایک نشان تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کو دکھایا گیا تھا۔ قادیان میں رہنے والوں کو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ اگر آپ کو ٹیکا نہیں بھی لگتا تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ لیکن آپ نے کبھی بھی مجموعی طور پر جماعت کو یہ نہیں فرمایا کہ کوئی بھی ویکسین نہ لگوائے یا طاعون کے خلاف ٹیکہ نہ لگوائے۔ پس ان کی یہ دلیل غلط ہے۔ میری رہنمائی یہ ہے کہ انہیں ویکسین لگوانی چاہیے اور جہاں تک ماسک کا تعلق ہے انہیں ماسک پہننے چاہیے۔ انہیں اپنا منہ اور ناک ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ پس یہ وہ لوازمات ہیں کہ جب آپ پبلک جگہ پر ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے لیکن وہ لوگ جو ان باتوں پر عمل نہیں کر رہے تو وہ حقیقت میں خواہ وہ پڑھے لکھے ہوں تب بھی وہ جہالت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس لیے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ پڑھے لکھے ignorant ہیں۔ دیکھو یہاں اسلام آباد میں جو شخص بھی داخل ہوتا ہے تو اُسے گیٹ پر ہی ثبوت دکھانا ہوتا ہے کہ اسے دونوں ویکسین لگ چکی ہیں اس کے بعد اس کا دوبارہ کووِڈ ٹیسٹ کیا جاتا ہے تب کہیں جا کر وہ اسلام آباد میں داخل ہو سکتا ہے اور اس سب کے باوجود اسے تلقین کی جاتی ہے کہ وہ اپنے چہرے کو ماسک سے ڈھانپے۔ یہاں تک کہ مسجد میں جمعہ کی نماز کے وقت آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ان سب نے ماسک پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس اگر یہ لوگ اس پر عمل نہیں کرتے تو وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ لاپرواہ ہوتے ہیں اور پس اگر ان کے پاس کوئی عہدہ ہے تو انہیں عہدیدار نہیں رہنا چاہیے۔

*ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! ایک پیشگوئی ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا پیارے حضور میرا سوال یہ ہے کہ یہ واقعہ کس دور میں پورا ہوگا؟ اور اس ضمن میں بطور احمدی ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

حضور انور نے فرمایا: ہم آپ کو معین وقت تو نہیں بتا سکتے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوگی لیکن ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی دعاؤں، اپنے اعمال اور اپنے علم کے ذریعہ کوشش کریں کہ یہ ہدف جلد از جلد پورا ہو بلکہ ہمارے دور میں ہی پورا ہو۔ عین ممکن ہے کہ ہم اس پیشگوئی کو اپنے دور میں پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں گے اور پانچوں نمازیں رقت سے یہ دعا کرتے ہوئے پڑھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ موقعہ دے کہ آپ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ جب آپ کا ہر عمل اسلام اور قرآن کی تعلیم کے مطابق ہوگا اور احمدیوں کی اکثریت اسی طرح عمل کرے گی تو پھر آپ اس پیشگوئی کو ہمارے دور میں ہی پورا ہوتا ہوا دیکھ سکیں گے لیکن اگر ایسا نہیں، تو اللہ تعالیٰ بعد میں کسی وقت پورا کرے گا۔ ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دوسری ملاقات

نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ کی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ورچوئل ملاقات

اگلے دن جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ورچوئل ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی جس کے لیے یہ لوگ مسجد مریم Galway میں جمع ہوئے تھے جس میں ممبران عاملہ نے مختلف سوالات کے ذریعہ رہنمائی حاصل کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

*ایک ممبر نے یہ سوال کیا کہ حضور! کیا اس موجودہ وبا سے دنیا نے کوئی سبق سیکھا ہے؟

حضور انور نے فرمایا: کیا آئرلینڈ میں کوئی سبق سیکھا ہوا نظر آرہا ہے؟ اُسی طرح "ہا، ہا، ہو ہو" ہے۔ اُسی طرح دنیا داری ہے۔ جس طرح ان کا نظام چل رہا ہے اُسی طرح چلائی جا رہے ہیں انہوں نے خدا کی طرف تو رجوع نہیں کیا اور نہ ہی کرنا چاہتے ہیں۔ صرف باتیں ہی ہیں۔ اب جو سیلاب آئے یا آرہے ہیں۔ جرمنی میں اتنے سیلاب آئے ہیں کیا انہوں نے سبق سیکھا؟ تھوڑی دیر کے لیے ان کو اللہ یاد آیا اور کھانے کی لائنوں میں لگے اور رونا شروع کیا اور جب دوبارہ حالت ٹھیک ہوگئی تو بھول گئے۔ جیسے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب وہ کسی مصیبت میں پڑتے ہیں تو میری طرف جھکتے ہیں۔ اور جب پانی میں گر جاتے ہیں تو میری مدد مانگتے ہیں اور جب خشکی پر پہنچتے ہیں تو پھر انہی برائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ اللہ کون؟ اور دنیا کون؟ اور تم کون؟

*ایک ممبر نے حضور انور ایدہ اللہ کو سلام عرض کیا اور کہا کہ حضور! میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے لیکن اس سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضور سے ملاقات کا موقعہ ہر احمدی کو نصیب نہیں ہوتا اور میں حضور سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کی خاطر دل کی گہرائیوں سے حضور سے محبت کرتا ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو سوال نہیں ہے۔ اس پر موصوف نے جواب دیا کہ حضور میرا سوال یہ ہے کہ میرا تبلیغ اسٹال پر یہ تجربہ رہا ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہیں اسلام کی روحانی تعلیمات تو پسند ہیں لیکن انہیں شریعت کی پابندی اور اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کرنا مشکل لگتا ہے۔ اس سلسلہ میں میرا حضور سے سوال ہے کہ آیا کسی کو یہ کہنے کی اجازت ہے کہ اسلام قبول کرلو اور بعد میں ناجائز امور کو ترک کرنے کی کوشش کرو یا ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ اگر آپ نے اسلام قبول کرنا ہے تو شروع سے ہی ناجائز امور ترک کرنا ہوگا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہم صرف اپنی تعداد بڑھانے کے لیے تبلیغ نہیں کرتے۔ کسی کو اسلام احمدیت قبول کرنے کی دعوت دینے میں کیا فائدہ اگر اس میں اپنی اصلاح کی قوت ارادہ نہ ہو؟ اسلام اور دین کیا ہے؟ دین چاہتا ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور اس کے حقوق ادا کریں۔ اس کے علاوہ بعض اخلاقی فرائض بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ ان سے یہ کہہ دیں کہ یہ اسلام کی تعلیمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر آپ نے اپنی زندگی کی حفاظت کرنی ہے تو صرف یہ سوچ نہ رکھیں کہ دنیاوی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔ ایک اور زندگی کا بھی سامنا کرنا پڑے گا جو کہ ابدی زندگی ہے۔ وہاں اپنے تمام اعمال کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ اگر تو آپ نے اچھے کام کئے ہیں تو جزا ملے گی اور اگر بُرے کام کیے ہیں تو سزا ملے گی۔ آپ کو یہ سمجھنا ہوگا کہ یہ زندگی ابدی زندگی نہیں ہے۔ آپ کو ہمیشہ آنے والی زندگی کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا جو کہ آخرت کی زندگی ہے اور وہاں آپ اپنے تمام اعمال کے لیے جوابدہ ہوں گے۔ اگر وہ اس بات کو سمجھ لیں گے تو انہیں اسلام احمدیت ضرور قبول کرنی چاہیے اور انہیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو مزید لوگوں کو اسلام احمدیت میں شامل کرنے کا کیا فائدہ اگر تو وہ کسی کام کے نہیں ہیں۔ ورنہ وہ آپ کے ہی نظام کو خراب کریں گے، وہ جو چاہیں گے کریں گے۔ وہ کلب اور کسینو جائیں گے۔ شراب پئیں گے اور زنا کریں گے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے گناہ ہیں جو ان کی زندگی کا حصہ ہیں لیکن ان کے اخلاق کے مطابق وہ گناہ نہیں ہیں لیکن اسلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان تمام برائیوں کو چھوڑنا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کے اخلاقی ضوابط انسانوں کے بنائے ہوئے اخلاقی ضوابط سے مختلف ہیں۔ آپ ان کو بتا دیں کہ انہیں اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ ایک اور زندگی ہے جو آخرت کی زندگی ہے اور ابدی زندگی ہے اگر وہ اس بات کو سمجھ لیں گے تو ٹھیک ہے ورنہ تعداد بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

نمازجنازہ حاضر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20نومبر 2021ء بروز ہفتہ 12بجے دوپہر درج ذیل دو نماز ہائے جنازہ پڑھائے۔

1. محترمہ اقبال ملک صاحبہ بنت مکرم ملک محمد نذیر صاحب(یو کے)

14 نومبر 2021 کوبقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحومہ انتہائی پر ہیز گار ، صوم وصلوۃ کی پابند ، تہجد گزار، بہت ملنسار،غرباء کا خیال رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتیں اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ربوہ قیام کے دوران باقاعدگی کے ساتھ تبلیغی وفود کے ساتھ جایا کرتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹے کے علاوہ پوتے پوتیاں اور بہن بھائی شامل ہیں۔مرحومہ مکرم ملک خالدمسعود احمد صاحب ناظر اشاعت و قائمقام ناظر اعلیٰ ربوہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

2. محترمہ امۃ الکریم خانم رحمان صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم ۔ یو کے

16 نومبر 2021ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحومہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ حضرت بابو محمد وزیر خان صاحبؓ اوورسیر قادیان کی بیٹی اور حضرت صوفی نبی بخش صاحب لاہوریؓ کی نواسی تھیں۔بہت دیندار، عبادت گزار، چندہ کی ادائیگی میں باقاعدہ، خلافت سے دلی محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔مرحومہ جماعت کے معروف شاعر مکرم محمد جلیل الرحمٰن جمیل صاحب کی والدہ اور مکرم سردارنصیر الدین ہمایوں صاحب(کارکن حفاظت خاص اسلام آباد۔یوکے) کی خوش دامن تھیں اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگ خواتین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

(ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے پسماندگان تعزیت قبول فرمائیں۔)

ایڈیٹر کے نام خط

روحانی مائدہ الفضل دیدہ زیب رنگ برنگ پھولوں سے مزین ہوتا ہے

- مکرم ظریف احمد۔میری لینڈ جماعت سلورسپرنگ امریکہ تحریر کرتے ہیں:

ماشااللہ روزنامہ الفضل روحانی مائدہ تو ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ ماشااللہ دیدہ زیب رنگ برنگے پھولوں سے بھی مزین ہے ۔ اللھم زد فزد۔ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت میں اضافہ کرتا چلا جائے،آمین۔میرے پیش نظر مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف کا مضمون ''ڈینگی بخار سے متعلق اہم معلومات اور بچاؤ کی احتیاطی تدابیر ہے،'' روزنامہ الفضل کے 15 نومبر 2021ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔

محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف کا یہ مضمون ناصرف سلاست سے مزین ہے بلکہ ایک جامع اور معتدل انداز میں تحریر کیا گیا ہے،اس مضمون کی متاثر کن خوبی یہ بھی ہے کہ ایلوپیتھی طریقہ علاج کیساتھ ہومیوپیتھک طریقہ علاج اور احتیاطی تدابیر کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا۔

بعض اوقات جہاں ایلوپیتھی علاج فیل ہوجاتے ہیں وہاں ہومیوپیتھی علاج بسا اوقات اعجازی اثر دکھاتے ہیں، اور اگر مرض ہومیوپیتھی کے قابو میں نہ آئے تو مریض کی جان بچانا مقدم ہے پھر ایلوپیتھک ماہرین کی خدمات سے بھی استفادہ لازمی ہے۔

محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف کی طرح ہمارے طبی ماہرین کو ہرطریقہ علاج پر تحقیق کرنی چاہیئے، شافی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے، ناجانے کس طریقہ علاج میں شفا مضمر ہو۔

ضروری اعلان

- مکرم عطاء الاسلام ۔لندن سے یہ اعلان کرواتے ہیں:

مؤرخہ 27 دسمبر 1985ء کے خطبہ جمعہ کے بعدحضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کچھ نماز جنازہ ہائے غائب پڑھائے جن میں مرحومین کا ذکر خیر اور تعارف بھی بیان فرمایا۔ ان میں سے ایک مکرم ماسٹرامیر عالم (مرحوم) شیخوپورہ بھی تھے۔جن کے بارے میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے علمی مضامین الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں اور جماعت کے بہت سے لوگ ان سے واقف ہیں۔

ان کے بارے میں جماعت ایک مضمون تیار کر رہی ہے جس کے سلسلے میں ان کی ذات یا کام سے متعلقہ معلومات درکار ہیں۔اگر قارئین الفضل میں سے کوئی اس حوالے سے معلومات رکھتے ہوں یا مدد کر سکتے ہوں تو براہ کرم اس نمبر یا میل ایڈریس پہ رابطہ کریں۔جزاک اللہ۔

004474502505974
ata.us.salam@outlook.com

چھوٹی مگر سبق آموزبات

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہرفرد جماعت وہ فیض پانے والا بنے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے پاتے ہیں۔جتنا زیادہ ہرفرد جماعت کے تقویٰ کا معیار بڑھے گا اتنی جلدی ہم احمدیت کے غلبہ کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 28/ نومبر 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: سید عمار احمد

		طلوع فجر	غروب آفتاب
02دسمبر2021ء			
مکہ مکرمہ		05:22	17:38
مدینہ منورہ	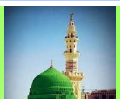	05:27	17:33
قادیان		05:45	17:24
ربوہ		05:25	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:17	15:58